﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 06 /جنوری 2012ء

12 /صفر 1433 ہجری قمری ❁ 06 /صلح 1391 ہجری شمسی

شمارہ 01

بغیر کسی خوف یا بارش کے نمازیں جمع کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء مدینہ میں بغیر کسی خوف یا بارش وغیرہ کے جمع کر کے ادا فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ سے جب پوچھا گیا کہ کس غرض کے تحت نماز جمع کروائی تھی تو فرمایا کہ لوگوں کی سہولت کیلئے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین فی الحضر حدیث نمبر:172)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ اکتوبر 2011ء

اب خدا تعالیٰ کی مرضی ہے کہ ہم جرمنوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ اسی لئے مَیں نے جماعت کو اور ذیلی تنظیموں کو کہا تھا کہ احمدیت کا پیغام پھیلانے کے لئے سب سے پہلے صرف لوگوں کو اتنا بتائیں کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ احمدیت کا پیغام کیا ہے؟ صرف احمدیت ہی وہ مذہب ہے جو کہ دنیا میں حقیقی اسلام اور امن و محبت کو پیش کرتا ہے۔

جرمنی میں ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو تبلیغی کاموں میں مصروف کرے۔ اگر ہفتہ میں ایک دن نہیں دے سکتے تو کم از کم ایک مخصوص وقت کے بعد کچھ وقت تبلیغ کی خاطر وقف کریں۔ جب تک آپ وقف کی روح سے کام نہیں کرتے آپ تبلیغ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائے۔ کیونکہ آپ اپنی قوم کی نفسیات کو بہتر جانتے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ ان کو سمجھانے کے لئے کونسا طریق استعمال کرنا چاہئے۔

اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے ہمبرگ کی زمین بہت زرخیز معلوم ہوتی ہے۔

(نومبائعین کے ساتھ مجلس میں مختلف ہدایات)

وقف کا مطلب یہ ہے کہ اپنی پڑھائی ختم کر کے اپنے آپ کو جماعت کے لئے پیش کر دیا۔ آگے جماعت جہاں چاہے کام لے۔

یہ نہیں سوچنا کہ حق لینے ہیں بلکہ یہ سوچنا ہے کہ دوسروں کو اُن کے حق دینے ہیں۔ آپ میں یہ روح ہوگی تو آپ کامیاب واقف نو ہو سکتے ہیں۔

اپنی نمازوں میں خدا تعالیٰ سے مدد مانگو کہ خدا تعالیٰ اپنی محبت پیدا کردے۔

اگر دنیا کی خواہشات بڑھ جائیں، T.V. ڈراموں اور انٹرنیٹ پر اتنے مگن ہوں کہ نمازوں میں تاخیر ہو جائے تو پھر خدا کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔

دعا کریں کہ لندن سے کہیں جانا ہو تو پھر پاکستان ہی جائیں۔

(واقفین نو بچوں کے ساتھ کلاس میں اہم ہدایات)

واقفات نو کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے مختلف رکھنا ہے اور ہر پہلو سے بہتر رکھنا ہے۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، بول چال، حلیہ، پردہ دوسروں سے بہت بہتر اور مختلف ہونا چاہئے۔

آپ نمازیں پڑھنے والی ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ہوں اور آپ کا ایسا اعلیٰ معیار ہو کہ آپ دوسری لڑکیوں کے لئے نمونہ بنیں اور بڑی عورتیں بھی آپ سے نمونہ لیں۔

جماعت احمدیہ آہستہ آہستہ بڑھتی جائے گی اور یہی غلبہ ہوتا ہے۔ دشمن برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے خدا تعالیٰ نئے ملک دے دیتا ہے۔

لاکھوں میں بیعتیں دے دیتا ہے۔ غلبہ یہ نہیں کہ حکومت ہمارے ہاتھ میں آئے، نہ ہی یہ ہماری غرض ہے اور نہ ہی یہ ہمارا مقصد ہے۔

واقف زندگی کو خوراک کی تنگیاں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بیوی کو بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تم واقف زندگی سے بیاہی جاؤ اور پھر یہ تنگیاں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں تو شور نہیں ڈالنا۔

(واقفات نو بچیوں کی کلاس میں بچیوں کے مختلف سوالوں کے جوابات اور اہم نصائح)

تقریب بیعت، فیملی ملاقاتیں

(ہمبرگ (جرمنی) میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

8 /اکتوبر 2011ء بروز ہفتہ:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''بیت الرشید'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے اور ہدایات سے نوازا۔

نومبائعین کے ساتھ مجلس

آج مقامی جماعت نے ''مسجد فضل عمر'' ہمبرگ میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے نو احمدی احباب کے ساتھ ایک مجلس اور ملاقات کا پروگرام ترتیب دیا ہوا تھا۔ اس موقع پر مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے بعض پرانے احمدی بھی شامل ہوئے۔

مسجد فضل عمر ہمبرگ، جو علاقہ Stellingen میں واقع ہے، جرمنی کی سرزمین پر جماعت احمدیہ کی سب سے پہلی مسجد

ہے جو 1957ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ مشن ہاؤس اور دفاتر بھی ہیں۔

اس مسجد کا افتتاح 22 جون 1957ء کو حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ نے کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر احباب جماعت جرمنی کے نام اپنے پیغام میں فرمایا: ''مَیں ہمبرگ مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کے لئے اپنے بیٹے مرزا مبارک احمد کو بھجوا رہا ہوں۔ افتتاح کی تقریب تو انشاءاللہ عزیزم چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب کریں گے مگر مرزا مبارک احمد صاحب میرے نمائندہ کے طور پر شامل ہوں گے۔ میرا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یکے بعد دیگرے جرمنی کے بعض شہروں میں بھی مساجد کا افتتاح کیا جائے..........''

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کے مختلف شہروں میں چالیس سے زائد مساجد بن چکی ہیں۔ الحمدللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بج کر پانچ منٹ پر بیت الرشید سے ''مسجد فضل عمر'' کے لئے روانہ ہوئے اور پندرہ منٹ کے سفر کے بعد ایک بج کر 20 منٹ پر مسجد فضل عمر تشریف آوری ہوئی۔ لوکل امیر مکرم چودھری ظہور احمد صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے اور مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے نومبائعین کی تعداد 93 تھی اور بیس بچے ان کے علاوہ تھے۔ 45 مرد حضرات اور 48 خواتین تھیں۔ ان سب احمدی احباب کا تعلق جرمنی، ترکی، کوسووو، سسلی، البانیا، تیونس، الجیریا، لبنان، سپین، افغانستان، رشیا، غانا اور پاکستان سے تھا۔

مسجد کے درمیان میں پردہ لگایا گیا تھا۔ ایک طرف مرد حضرات اور دوسری طرف خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان احباب میں رونق افروز ہوئے اور پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبدالرحمٰن شاکر صاحب نے پیش کی اور اس کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب جرمنی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہاں مختلف قوموں کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا انگریزی میں بات کرلیں گے؟۔ اس پر امیر صاحب جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ ان میں سے کچھ احباب انگریزی میں بات کرلیں گے جبکہ دوسرے جرمن بولتے ہیں ان کے لئے ساتھ ساتھ جرمن ترجمہ کا انتظام کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الجیریا کے ایک دوست سے ان کا حال دریافت فرمایا اور ان سے ان کی قبولِ احمدیت کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ 1996ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ پہلے ان کے بھائی نے جرمنی میں بیعت کی تھی۔ ان کی فیملی نے انہیں اپنے بھائی کو سمجھانے کے لئے اور احمدیت سے دور کرنے کے لئے جرمنی بھجوایا۔ لیکن جب انہوں نے اپنے بھائی سے احمدیت کے بارے میں بات کی تو بھائی نے ایسے دلائل پیش کئے کہ مَیں جو ان کو احمدیت سے ہٹانے آیا تھا خود بھی احمدی ہو گیا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔''

پھر حضور انور نے اس دوست سے فرمایا کیا اب آپ کا خاندان آپ سے خوش نہیں ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اب ان کی والدہ نے بھی احمدیت قبول کرلی ہے۔

☆ حضورِ انور خواتین سے مخاطب ہوئے۔ ایک خاتون نے کہا کہ وہ تمام خواتین کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گذشتہ خطبہ (7 اکتوبر 2011ء) کے متعلق تاثرات بیان کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ کل کے خطبہ میں حضور انور نے تمام احمدیوں کو دعا پر زور دینے کے لئے تاکید کی۔ ہم حضور انور کے بہت شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں دعاؤں اور اس ذمہ داری کی طرف جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیروکار ہونے کی وجہ سے ہم پر ہے توجہ دلائی۔ یہ خطبہ سن کر ہمارا جماعت سے تعلق میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ ہم حضور سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی دعاؤں کے معیار کو بہتر کرنے کی توفیق دے۔ دعا کریں کہ ہم اپنے پاکستان میں موجود اپنی بہنوں اور بھائیوں کے لئے کثرت سے دعائیں کرسکیں۔ ہم احمدیہ مسلم جماعت کے اندر محبت اور بھائی چارہ کو سراہتی ہیں۔ حضور سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محبت واخوت میں اضافہ کرے اور ہمیں بھی روحانی ترقیات سے نوازے۔ نیز ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اپنی تمام تر طاقتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے احمدیت اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچاسکیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆ ایک دوست نے بتایا کہ پاکستانی احمدیوں کے علاوہ جو دوسری قوموں کے احمدی احباب اس وقت جرمنی میں موجود ہیں ان میں سے اکثریت اس وقت یہاں موجود ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جب مَیں اگلی مرتبہ یہاں پر آؤں گا تو بیت الرشید (جو بڑی جگہ ہے) ان لوگوں کے لئے بہت کم پڑ جائے گی۔

☆ ایک دوست نے اپنے بھائی کے بارے میں بتایا کہ وہ انگلینڈ سے ہیں اور ایم۔ٹی۔اے سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کو احمدیت میں دلچسپی ہے اور وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے احمدیت کے بارے میں کافی مطالعہ کرلیا ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ وہ دوسال سے ایم۔ٹی۔اے دیکھ رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے بھائی سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر یقین ہے کہ آپؑ وہی مسیح موعود ہیں جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی؟ اور اب تک آپ نے کتنی کتب پڑھی ہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ابھی تک انہوں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی، صرف انٹرنیٹ پر ہی پڑھا ہے۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے پوچھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا دعویٰ کیا تھا؟ کیا آپ کو پتہ ہے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح ومہدی بھی ہیں اور آپ کا مقام نبی کے برابر ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ شروع میں اس بات پر تو یقین تھا کہ آپ مسیح بھی ہیں اور مہدی بھی لیکن آپ کی نبوت کے بارے میں سمجھ نہیں آتی تھی لیکن اب سمجھ آ گئی ہے۔

اِس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ماشاءاللہ۔ کیا ابھی بیعت کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ انشاءاللہ نمازِ ظہر وعصر کے بعد آپ کی بیعت ہوگی۔

☆ سیریا کے ایک عرب احمدی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس وقت سیریا میں خانہ جنگی جاری ہے اور حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ سیریا کے لوگوں کی لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے اور ان کو ہر قسم کے ظلم سے محفوظ رکھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ نے تو واپس سیریا جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیا وہاں سے ہو کر واپس آ گئے ہیں یا وہاں جانے کا فیصلہ ہی تبدیل کرلیا ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ وہ گئے تھے اور حالات کی وجہ سے واپس آ گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ کا جو آپ واپس آ گئے۔ آپ کے واپس آنے کا فیصلہ پُر حکمت ہے۔

☆ ایک دوست نے سوال کیا کہ عرب ممالک کے حالات کی خرابی کی وجہ اندرونی ہے یا اس میں کوئی بیرونی ہاتھ ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دونوں وجوہات ہیں۔ حکمران جمہوریت کے نام پر دوسروں کے حقوق غصب کررہے ہیں اور حقیقی جمہوریت پر عمل نہیں کررہے۔ ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ ان کی حکومتیں جمہوری ہیں دوسری طرف ان کے اعمال اس سے بالکل برعکس ہیں۔ کیونکہ جمہوری حکومت تو بیس، تیس سال تک نہیں چلتی۔ اور ایک ہی آدمی ہر کام کررہا ہے۔ تو یہ ایک ذاتی مفادات کے نام پر خود ساختہ جمہوریت ہے۔ جب ملک کا صدر مرجاتا ہے تو اس کا بیٹا حاکم بن جاتا ہے۔ جیسے سیریا کا حکمران پہلے حافظ الاسد تھا۔ اس کے بعد دوسرا حکمران چننے کے لئے کوئی مکمل جمہوری طریق ہونا چاہئے تھا مگر اس کے برعکس انہوں نے بشارالاسد کو صدر بنا دیا۔ اور جمہوریت کے مطابق کسی کے پاس بھی حکومت تبدیل کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ دراصل اس چیز سے لوگوں میں مایوسی پھیل جاتی ہے۔ اور لوگوں میں بے چینی دیکھ کر بیرونی طاقتیں بھی فائدہ اُٹھاتی ہیں۔ جیسا کہ مغربی طاقتیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جب یہ حکمران ان کی باتیں نہیں مانتے تو پھر بیرونی طاقتیں ان کو ختم کرنے کی کوششیں کرتی ہیں۔ جب تک وہ مغربی طاقتوں کی بات مانتے رہتے ہیں تو وہ ٹھیک ہیں لیکن جب ان کی بات ماننے سے انکار کردیتے ہیں تو ان کو پھر وہ ہٹادیتے ہیں۔ اور اس وقت ان لوگوں کی بیرونی طور پر ہی مدد کی جارہی ہے۔ جبکہ مقامی لوگ بھی اپنے دوسرے شہریوں اور ملک کے لئے اچھا نہیں کررہے۔ ان لوگوں کے بھی ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ مغربی طاقتیں ایسے لوگوں کو اپنے مفادات کی خاطر استعمال کررہی ہوتی ہیں۔ تو یہ جو صورت حال ہے اس کی ذمہ دار دونوں چیزیں ہیں۔ اندرونی طور پر حکمرانوں کے غلط رویے بھی۔ اور بیرونی طور پر بھی جو کہ اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے اس آگ کو مزید بھڑکاتے ہیں۔

عرب دوست نے کہا کہ مَیں نے ایک جگہ پڑھا ہے کہ یو۔کے اور فرانس وغیرہ سے بعض متشدد لوگوں کو اکٹھا کیا گیا اور ان کو سیریا بھجوایا گیا تا کہ وہ لوگوں کو مشتعل کریں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہوسکتا ہے کہ ایسے ہوا ہو کیونکہ اب طالبان، القاعدہ اور اس طرح کے دیگر گروپوں کی خواہش ہے کہ وہ عرب اسلامی ممالک پر قبضہ کریں تا کہ پھر وہ اپنی اسلامک آئیڈیالوجی پر کھل کر عمل کرسکیں اور اپنی اسلامک آئیڈیالوجی کو پھیلاسکیں۔ حالانکہ ان کی اسلامک آئیڈیالوجی تو حقیقی اسلامی تعلیمات کے برعکس ہے اور خود ساختہ ہے۔

اس عرب دوست نے کہا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ میں بھی اس چیز کا ذکر کیا تھا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہاں مصر میں اس قسم کے کچھ لوگوں کے پاس اختیارات آئے ہیں۔ پہلے انہوں نے کہا تھا کہ ان کا گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا لیکن اب پتہ چلا ہے کہ انہوں نے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس ساری صورتحال سے سعودی عرب کی گورنمنٹ بھی ہل گئی ہے۔ اسی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انہوں نے عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت دے دی ہے۔ جبکہ اس سے پہلے عورتوں کو گاڑی چلانے کی اجازت نہ تھی۔ اور جب بھی کوئی عورت گاڑی چلاتے ہوئے پکڑی جاتی تو اس کو کم از کم دس کوڑوں کی سزا ملتی۔ جبکہ اسلام تو کہتا ہے کہ ہر ایک کا حق اسے ملنا چاہئے۔ خواہ وہ مرد ہو، عورت ہو، بچہ ہو یا بوڑھا۔ اور اگر آپ ان کے واجب حقوق ادا نہیں کررہے تو اس سے فساد اور بے چینی پیدا ہوگی۔ اور بدقسمتی سے اسلامی دنیا میں یہ چیز بہت عام ہے۔ حکمران طبقہ ملک وعوام کے ساتھ مخلص نہیں ہے۔ ان کو صرف ذاتی مفادات کی پرواہ ہوتی ہے۔

☆ ایک عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنے والدین کے لئے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو احمدیت میں داخل کرے۔

☆ ایک عرب دوست نے سوال کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں بعض ممالک میں جماعت کی مخالفت اور جماعت پر ہونے والے مظالم کا ذکر کیا تھا۔ لیکن ہمارے ملک (جرمنی) میں جماعت کی مخالفت اس طرح کیوں نہیں ہوتی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کی مخالفت اس لئے نہیں ہوتی کہ آپ کی تعداد بہت کم ہے۔ جب آپ کی تعداد زیادہ ہوگی تو آپ کی مخالفت بھی ہوگی۔ چرچ جو کہ اپنے آپ کو اس وقت بہت پُرامن بنا کر پیش کرتا ہے وہ بھی آپ کی مخالفت کرے گا۔ اور جب آپ مخالفت دیکھیں گے تو احمدیت کی تعداد میں بھی مزید اضافہ ہوجائے گا۔ انشاءاللہ

☆ الجیریا کے ایک دوست نے کہا کہ جب وہ اپنے ملک میں لوگوں کو احمدیت کا پیغام دیتے ہیں تو وہ مشتعل ہو جاتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہی احمدیت کو قبول کریں گے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لوگ مذہب میں دلچسپی رکھتے ہیں اور اپنے مذہب کو صحیح سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ تو ایک خاص وقت کے بعد وہ آپ کی بات سن لیں گے اور آپ کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور جو مذہب سے لاتعلق ہوتے ہیں ان کو خدا پر یقین ہی نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی شیعہ ہے، سنی ہے یا جو بھی ہے۔

☆ ایک عرب دوست نے تجویز دی کہ یورپ میں رہنے والے عرب احمدی احباب جن کو زبان کا مسئلہ ہے ان کی علیحدہ سے ایک دفعہ سالانہ میٹنگ رکھ لی جائے تو اس کا بہت فائدہ ہوگا۔ اس سے وہ جماعت کے زیادہ قریب ہوں گے اور جماعتی عقائد اور روایات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہاں ایک طریق یہ بھی ہوسکتا ہے۔ آپ اپنی تجویز کی outline بنا کر مجھے بھجوائیں کہ اس پر کس طرح عمل درآمد ہوسکتا ہے۔ اور دوسرا طریق جو ہم نے شروع کیا ہے کہ عربک ڈیسک سے کسی نمائندہ کو ان ممالک میں بھیجا جائے جو کہ عرب احباب سے میٹنگز کرے۔ اس کے لئے طاہر ندیم صاحب گئے تھے اور یہاں (جرمنی) جامعہ احمدیہ میں بھی ایک اچھی عربی جاننے والے مبلغ استاد ہیں ان کو بھی بھجوایا سکتا ہے۔

☆ ایک نومبائع لڑکے نے کہا کہ اس کے والد پیدائشی احمدی ہیں لیکن ان کی والدہ احمدی نہیں ہیں۔ اور اس نے خود بھی اس سال جولائی میں بیعت کی ہے۔ لیکن بیعت کے بعد اس کے اپنی والدہ کے ساتھ تعلقات کشیدہ ہوگئے ہیں۔ وہ اسلامی اصطلاحات مثلاً انشاءاللہ وغیرہ گھر میں کہنے نہیں دیتیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جہاں تک گھریلو اور دیگر ذاتی معاملات کا تعلق ہے تو آپ کو اپنی والدہ کی اطاعت کرنی چاہئے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ آپ والدین کی صرف

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر177

مکرم عبدالحمید صابر عبدالحمید صاحب (1)

تعارف اور سچی جماعت کی تلاش

عبدالحمید صابر عبدالحمید صاحب فرماتے ہیں کہ:

میرا تعلق مصر سے ہے جہاں میری پیدائش 1965ء میں ہوئی۔ ہمارا خاندان اہلسنت عقیدہ رکھتا تھا۔ جب مَیں نے کچھ ہوش سنبھالا تو مجھے اس حدیث نبوی کا علم ہوا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو جماعت کے ساتھ چمٹ کے رہنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ لہٰذا مَیں نے ایسی جماعت کی تلاش شروع کر دی جس میں شامل ہونے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفرقہ اور انتشار سے محفوظ ہونے اور اتفاق واتحاد اور اخوت ومحبت کے رشتوں میں بندھ جانے کی خوشخبری سنائی تھی۔ اپنے ماحول میں مشہور جماعتوں میں سے مجھے صوفی ازم میں دلچسپی پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ میرا اس جماعت کے ساتھ رابطہ پختہ ہوتا گیا۔ ایک دن مَیں اپنے ایک صوفی مولوی سے ملنے کے لئے گیا۔ ابھی مَیں اس سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ مَیں نے دیکھا کہ وہ سخت غصے میں ہے اور اپنے ایک بیٹے کو گالیاں دے رہا ہے۔ مَیں یہ سنتے ہی وہاں سے پچھلے پاؤں واپس ہوگیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت صدمہ ہوا اور گھر پہنچ کر مَیں نے صوفی ازم چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔

تبلیغی جماعت میں شمولیت

اس کے بعد مَیں نے ایک تبلیغی جماعت میں شمولیت اختیار کرلی۔ شروع شروع میں مجھے ان کی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی باتیں بہت اچھی لگیں نیز ان کے تبلیغی جذبہ سے سرشار ہوکر مختلف علاقوں اور مساجد میں جانے سے مَیں بہت متاثر ہوا۔ لیکن جب اسی جذبہ کے تحت مَیں بھی ان کے ساتھ تبلیغی سفروں پر نکلا تو مَیں نے ان سے عجیب وغریب مبالغہ آمیز باتیں سنیں جنہیں وہ معجزات کا نام دیتے تھے لیکن میری عقل اور دل ان کو ماننے کے لئے کسی طور تیار نہ ہوتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ بڑے جوش کے ساتھ یہ بیان کرتے تھے کہ صحابہ کرامؓ جانوروں اور سانپوں سے ہمکلام ہوتے تھے۔ ان میں سے بعض نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کے ساتھ ذاتی طور پر ایسے واقعات ہوئے ہیں مثلاً ایک شخص نے مجھے خود بتایا کہ ان کا ایک ساتھی اسی طرح کے تبلیغی سفر پر گیا اور رات انہوں نے ایک مسجد میں بسر کی۔ جب صبح جاگے تو انہیں کسی کے رونے کی آواز سنائی دی۔ جب اِدھر اُدھر دیکھ لینے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ کون رو رہا ہے تو آواز آئی کہ مَیں مسجد ہوں اور اس لئے رو رہی ہوں کہ آج سے پہلے یہاں نماز پڑھنے کوئی نہیں آیا۔

پھر ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ لوگ جب ان کے ساتھ ایسے تبلیغی سفروں پر نکلتے ہیں تو ان کی روحانی حالت یکسر بدل جاتی ہے اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ فرشتوں کی مانند ہوگئے ہیں۔ لیکن جب مَیں نے ان کے ساتھ ایسے سفر اختیار کئے تو مجھے واضح طور پر اس کے برعکس صورتحال نظر آئی اور ان کے اعمال اور بلند وبانگ دعووں میں حددرجہ تضاد دکھائی دیا۔ اس بات نے ثابت کر دیا کہ یہ بھی وہ جماعت نہیں ہے جس کی خبر ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی لہٰذا مَیں نے تبلیغی جماعت کو بھی خیرباد کہہ دیا۔

سلفی جماعتوں میں شرکت

اس کے بعد مَیں سلفی طرز فکر کی طرف مائل ہوا۔ اور اس طرزِ فکر کی حامل متعدد جماعتوں میں شامل ہوکر حق تلاش کرنے کی کوشش کی۔ ان میں جماعۃ انصار السنۃ والجہاد اور جماعۃ التکفیر قابل ذکر ہیں۔ مَیں ان کے علمی دروس اور مناظرات میں شرکت کے علاوہ ان کی کتب بھی پڑھتا رہا۔ عقلی اور قلبی طور پر تو میرے اندر عدم اطمینان کی ہی کیفیت رہی۔ اس کے باوجود مَیں نے ان سلفی جماعتوں کے طریق اور عقائد پر پوری طرح کاربند ہونے کی کوشش کی۔ اور اس کے لئے بڑا قدم یہ اٹھایا کہ مَیں نے عزلت کی زندگی بسر کرنا شروع کردی۔ مَیں ان جماعتوں کے فہم کے مطابق کسی عیسائی کو ملتا تو اسے سلام نہ کرتا، ٹیلیویژن بھی نہ دیکھتا اور سوائے باریش مسلمانوں کے کسی کے ساتھ مراسم نہ رکھتا۔

اہل کتاب کو سلام نہ کرنے کے مؤقف پر تبصرہ

شاید قارئین کرام کے ذہن میں عیسائی یا غیرمسلم کو سلام نہ کرنے کے عقیدہ کی حقیقت کے بارہ میں سوال پیدا ہو اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی یہاں وضاحت کردی جائے۔

سلفی طرزفکر کے بعض اہم عناصر میں سے ایک عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر غیر مسلموں کو سلام نہ کرنا اور ان کے قریب سے گزرنے کی صورت میں ان پر راستہ تنگ کرکے گزرنا ہے۔

غلط عقیدہ غلط فہمی کا نتیجہ

اس غلط عقیدہ کی بنیاد مندرجہ ذیل حدیث کو قرار دیا جاتا ہے: عن أبی هريرة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تبدأوا اليهود ولا النصارى بالسلام فإذا لقيتم أحدهم فى طريق فاضطرّوه إلى أضيقه۔ (مسلم، كتاب السلام، باب النهى عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام)

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہود ونصاریٰ کے ساتھ سلام کرنے میں پہل نہ کیا کرو اور اگر ان میں سے کسی کے ساتھ رستہ میں آمنا سامنا ہوجائے تو اسے نہایت تنگ جگہ سے گزرنے پر مجبور کردو۔

دراصل بات یہ ہے کہ مختلف متشدد تنظیمیں شاید ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسے عقائد اور نظریات ایجاد کرتی ہیں جن سے ان کی دانست میں اسلام کی سربلندی اور دیگر مذاہب کی پستی ثابت ہوتی ہے۔ اس کے لئے بعض اوقات وہ کسی ایک حدیث پر اپنے نظریہ کی بنیاد رکھ دیتی ہیں اور اس مضمون کی وضاحت کرنے والی دوسری تمام احادیث کو پسِ پشت ڈال دیتی ہیں، ان میں سے ایک یہ نظریہ ہے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ چونکہ مسلمان معزز ہے اور مسلمان اگر کافر کو پہلے سلام کرے تو اس میں کافر کی عزت افزائی ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔ اور ایسے غیر مسلم کے لئے راستہ تنگ کرنے میں یہ حکمت بتائی جاتی ہے کہ تا ایسے سلوک سے تنگ آ کے وہ اسلام قبول کرلے۔

ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ان تمام مزعومہ حکمتوں پر عمل کر کے آپ کسی کو اسلام سے متنفر تو کر سکتے ہیں اسلام کے قریب کسی طور نہیں لا سکتے۔ آیئے دیکھتے ہیں بعض دیگر احادیث سے اس مسئلہ کی کیا حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔

حقیقت کیا ہے؟

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت ہے:

عن أبى عبد الرحمن الجهنى قال: قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم: إنى راكب غدًا إلى اليهود فلا تبدأوهم بالسلام، فإذا سلموا عليكم فقولوا وعليكم۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب رد السلام على أهل الذمة)

حضرت ابو عبد الرحمٰن الجہنی روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کل صبح یہود کی طرف جاؤں گا۔ انہیں سلام کرنے میں پہل نہ کرنا۔ اور اگر وہ تمہیں سلام کہیں تو جواب میں صرف ”وعلیکم“ کہنا۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ خاص ہدایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص موقعہ پر اور خاص حالات میں دی تھی۔ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے ایک قبیلہ کے ساتھ غزوہ کے لئے جانے کا اظہار فرما رہے ہیں ایسے موقعہ پر مسلمانوں کو روکا ہے کہ سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی۔

یہی مراد پہلی حدیث سے ہے کیونکہ بعض علماء کا خیال ہے کہ پہلی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت کا ارشاد ہے جب آپ بنوقریظہ کو ان کی عہد شکنی کی سزا دینے کیلئے تشریف لے جارہے تھے۔ اب کسی خاص امر سے متعلق حکم کو عام کر کے ایک قاعدہ کلیہ بنالینا کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ نیز یہ مؤقف دیگر کئی مسلّمہ امور کے بھی خلاف ہے۔

اس ارشادِ نبوی میں اصل حکمت کو نظر انداز کرنے سے اسلام کے نام پر ہی اسلام کا خلافِ حقیقت چہرہ پیش کیا گیا ہے۔ اسلام امن وآشتی کا دین ہے اور یہ حقیقت اس کے نام اور اس کے تحیہ السلام علیکم سے ظاہر ہے۔ جب مسلمان السلام علیکم کہتا ہے تو دراصل یہ پیغام دے رہا ہوتا ہے کہ مَیں امن وسلامتی کی دعائیں دینے والا ہوں اور مجھ سے تمہیں سوائے سلامتی کے اور کچھ نہیں پہنچے گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کے لئے جاتے ہوئے سلام میں پہل نہ کرنے کا ارشاد فرما کر یہ تعلیم دی کہ دشمن کے ساتھ حالت جنگ میں بھی سچ کو اختیار کیا جائے تا اسے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ بظاہر تو مسلمان سلام سلام کہہ رہے ہیں لیکن آتے ہی انہوں نے جنگ شروع کردی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس مؤقف کا اسلامی تعلیمات سے تضاد

اگر اس حدیث کے مضمون کو عمومی رنگ دے کر ہر حالت میں نافذ ہونے والا قاعدہ کلیہ تصور کرلیا جائے تو یہ بات دیگر اسلامی اصولوں سے ٹکراتی ہے:

☆ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ (الممتحنة: 9) اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُن سے انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

سلام نہ کرنا اور راستہ چلتے ہوئے ان پر راستہ تنگ کردینا اور اگر وہ سلام کریں تو تلخی سے انہیں علیکم کہنا ان کے ساتھ نیکی اور انصاف سے پیش آنا تو بہرحال نہیں کہلا سکتا۔

جہاں تک ایسے غیرمسلموں کا تعلق ہے جو مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں اور انکے خلاف سازشیں کرتے ہیں تو ان کے بارہ میں سزا کا حکم معاندانہ کارروائیوں کی وجہ سے ہے نہ کہ ان کے غیرمسلم ہونے کی وجہ سے۔

☆ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف۔ (البخاری، كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام)

یعنی بہتر اسلام ضرورتمندوں کو کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا خواہ اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ گویا یہ کہنا درست ہوگا کہ خواہ علم ہو کہ یہ اہل کتاب میں سے ہے یا نہیں اس پر سلام کرنا بہترین اسلام ہے۔

☆ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ کے یہود سے ایک معاہدہ کیا تھا جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے جس کی شرائط میں یہ بات بھی شامل تھی کہ معاہدہ کے شرکاء ایک دوسرے کی خیرخواہی کریں گے اور ان کے درمیان نیکی وخیرخواہی کا تعلق ہوگا نہ کہ گناہ وزیادتی کا۔ اور یہ کہ کوئی اپنے حلیف کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گا۔

کیا سلفیوں کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرصہ مُعاہدہ میں ان یہود کے ساتھ یہی نفرت آمیز سلوک روا رکھا اور ہر راستہ ان پر تنگ کردیا جاتا تھا؟ اور کیا اس کے باوجود بھی وہ مسلمانوں کے خیرخواہ رہے؟ یا اس کے برعکس ان کے ساتھ ہمیشہ خیرخواہی اور نیکی کا معاملہ کیا جاتا تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

طریقِ عمل سلفیوں کے اس مؤقف کی تردید کرتا ہے۔ نیز اگر یہ اسلام کی تعلیم ہوتی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس کے برخلاف معاہدہ کرتے ہوئے یہ نہ لکھواتے کہ معاہدہ کے شرکاء ایک دوسرے کی خیرخواہی کریں گے اور ان کے درمیان نیکی وخیرخواہی کا تعلق ہوگا نہ کہ گناہ وزیادتی کا۔

وہ نبی جو جانوروں کی تکلیف پر بھی اس قدر پریشان ہوجاتا تھا جسے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا اس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اہل کتاب اور دیگر غیر مسلموں کو راستہ میں ایذاء دینے کی تعلیم دیتا رہا سراسر ظلم کی بات ہے۔ اسی نے ہی تو احترام آدمیت کی تعلیم سکھائی جب ایک یہودی کا جنازہ جارہا تھا تو آپؐ کھڑے ہوگئے۔ کسی نے کہا کہ یہ یہودی ہے، آپؐ نے فرمایا: کیا یہودی انسان نہیں ہوتا؟ سلفیوں کا یہ عقیدہ اسلام کے خلاف نفرتیں تو پھیلائے گا اس کی عزت ووقار کو بڑھانے والا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ اسلامی تعلیم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی طریق عمل سے متصادم ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب ہم دوبارہ مکرم عبدالحمید صابر صاحب کی طرف لوٹتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

مطالعہ اور سوالات

مَیں نے سلفی جماعتوں سے منسلک ہونے کی وجہ سے عزلت کی زندگی اختیار کر لی تھی جس میں میرے پاس کافی وقت تھا اس لئے مَیں نے اس طرز فکر کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ لیکن حق کے متلاشی ہونے کی وجہ سے قدم قدم پر مجھے رکنا پڑا اور کئی سوال ایسے پیدا ہوئے جن کا نہ میرے پاس کوئی جواب تھا نہ کوئی ان کے بارہ میں مجھے اطمینان بخش جواب دے سکا۔ ان کی کتب میں پائی جانے والی چند باتیں یہ ہیں۔

☆ غیر مسلموں سے خصوصًا اور جو سلفیوں کا ہم عقیدہ نہیں ان سے عمومًا شدید نفرت کا اظہار۔ اس کی مجھے کوئی اطمینان بخش وجہ معلوم نہ ہوسکی۔ ایسے لوگوں سے اگر محبت کی جائے اور انہیں پیار سے سمجھانے کی کوشش کی جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے تو شاید وہ اسلام قبول کر لیں مگر نفرتوں کے درخت پر تو کبھی بھی الفتوں کے ثمر نہیں لگے۔

☆ حضرت سلیمان کے قصہ میں ان کا چیونٹیوں سے باتیں کرنا اور ہدہد پرندہ کے ساتھ کلام نیز یاجوج ماجوج نامی عجیب وغریب مخلوق اور ان کے عجیب وغریب کام، ان سب کی میرے پاس کوئی اطمینان بخش تفسیر نہ تھی۔

☆ مجھے جنّوں پر غصہ آتا تھا کہ ایک تو انہیں ہم سے بہتر قویٰ ملے ہیں پھر یہ ہم انسانوں کو آ کر تنگ کرتے رہتے ہیں اور آخر میں بغیر کسی واضح نیک کام کے جنت میں بھی چلے جائیں گے۔ مَیں نے قرآن کے ذریعہ جن نکالنے کا کام جب سیکھا اور لوگوں کا علاج کرنا شروع کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کی حقیقت جھوٹ اور دھوکہ دہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

☆ ان کتب کے مطالعہ نے میرے دل میں حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بھی نفرت بھر دی تھی۔ میں سوچتا تھا کہ آدم اچھا بھلا جنت میں رہ رہا تھا پھر اس نے غلطی کر کے ہم سب کو کیوں مصیبت میں ڈال دیا۔

☆ اگر قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ ہیں اور ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے تو پھر ان کے قرآن کریم میں باقی رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

☆ جب آثارِ قیامت اور دجّال کے بارہ میں پڑھتا تو اکثر یہ سوال پیدا ہوتا کہ جب دجّال نے آخر میں اس وقت آنا ہے جب کھانے پینے کی کوئی چیز زمین پر نہیں رہے گی اور کسمپرسی کی حالت میں اگر کوئی دجّال کا دیا ہوا کھانا کھالے گا تو وہ جہنم میں کیوں جائے گا؟ وہ تو بے چارہ مجبور ہے۔

☆ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں اکثر پڑھتا کہ وہ تلوار سے دجّال کو قتل کرے گا تو میرا دھیان اس طرف جاتا کہ ابھی ان کے آنے میں بہت دیر ہے کیونکہ ابھی تو تلوار کے ساتھ جنگوں کا زمانہ نہیں ہے بلکہ لوگ بموں اور توپوں اور ایٹمی ہتھیاروں سے جنگ کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب تک یہ سب چیزیں تباہ نہ ہو جائیں اور زمانہ دوبارہ ہزاروں سال قبل کی حالت کو نہ لوٹ جائے ایسا ہونا ممکن نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تلوار کے ساتھ دجّال کو قتل کر دیں۔ کیونکہ جس دجّال کے بارہ میں یہ آتا ہے کہ اس کے پاس سبھی وسائل ہوں گے حتی کہ وہ ایسے کام کر کے دکھائے گا جس کی بنا پر لوگ اسے خدا مان بیٹھیں گے ایسا دجّال آج کے زمانے میں آئے تو اس کے پاس تو ہر طرح کے جدید ہتھیار ہوں گے پھر اس کو عیسیٰ علیہ السلام تلوار سے کیسے مار سکیں گے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر مشینری اور علمی ترقی تباہ وبرباد ہوگی تب دجّال آئے گا اور تب ہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اسے تلوار سے قتل کریں گے۔ اس لئے جب بھی نئی نئی ایجادات ہوتی تھیں مَیں کہتا تھا اگر زمانہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے تو ابھی نہ دجال آئے گا نہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے کیونکہ مندرجہ بالا امور کی بنا پر میرے نزدیک یہ ان دونوں کے ظہور کا زمانہ نہیں تھا۔

تمام جماعتوں سے قطع تعلقی کا فیصلہ

ان سوچوں اور سوالات نے مجھے بہت پریشان کر دیا۔ مَیں نے بے اختیار ہوکر کہا کہ کاش مَیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو حقیقی مسلم اور مومن کی زندگی گزارنے کا لطف آتا، سارے علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے ہوتے تو اس طرح کی غلط فہمیوں کا امکان نہ رہتا اور حق کا راستہ پیروی کرنے والوں کے لئے خوب روشن ہوتا۔ کیونکہ مختلف جماعتوں اور مولویوں کے ساتھ سفر نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا تھا کہ ان میں سے ہر جماعت اور ہر مولوی کا دعویٰ یہ ہے کہ وہی حق پر ہے لیکن ان کے عقائد واقوال واعمال سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ انہیں سوچوں نے مجھے عزلت کی زندگی سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ مَیں لوگوں کے ساتھ ملوں اور ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کروں۔ لہذا مَیں نے ان تمام جماعتوں سے قطع تعلقی کرنے اور اس علاقے سے ہجرت کر کے کسی اور جگہ نئی زندگی شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ مَیں نے وہ جگہ چھوڑ دی اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ دوسرے شہر میں منتقل ہوگیا۔

(اس کے بعد کی کہانی اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ MBEYA (تنزانیہ) میں

PEACE کانفرنس کا شاندار انعقاد

امن ہر معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ ہم امن کا خواب تب ہی دیکھ سکتے ہیں جب عدل کریں گے۔

(نمائندہ ڈسٹرک کمشنر mbeya)

دنیا کو آپ جیسے امن پسند مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہیں (عیسائی پادری)

جماعت احمدیہ امن کا یہ پروگرام کر کے باقی تمام مسلمانوں سے سبقت لے گئی ہے۔

(نمائندہ بکواٹا، اسلامک کونسل تنزانیہ)

(رپورٹ بشارت الرحمان بٹ۔ مربی سلسلہ MBEYA تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ (mbeya) (تنزانیہ) کو پہلی بار ایک peace کانفرنس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ یہ شہر تنزانیہ کے شمال میں واقع ہے اور یہاں کی اکثر آبادی عیسائی مذہب کی پیروکار ہے ایک چھوٹے سے شہر میں آٹھ سو سے زیادہ چرچ ہیں۔ جبکہ باقی دیگر مذاہب بھی ہیں مگر بہت کم تعداد میں۔ لہذا اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے ایک مفصل دعوت نامہ جماعتی تعارف اور خدمات کے تذکرے اور جماعت کا امن کے بارے مؤقف کے ساتھ تیار کیا گیا۔ اور ساتھ ساتھ نیشنل ریڈیو پر بھی خبر آتی رہی۔ یہ دعوت نامے مذہبی لیڈران، سرکاری افسران، انٹرنیشنل N.G.O، ملٹی نیشنل کمپنیز، بینک، سوشل کمیونٹی، تعلیمی ادارہ جات، اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اسی مناسبت سے شہر میں ایک خوبصورت ہال کرائے پر حاصل کیا گیا۔ اور اس ہال کو مختلف بینرز مثلاً (love for all hatred for none) اور دیگر الہامات اور تحرات سے اور تصاویر حضرت اقدس مسیح موعود اور خلفاء کرام سے سجایا گیا تھا۔

مورخہ 25 اکتوبر 2011ء کو اس کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد جماعت کے تعارف اور خدمات پر مبنی ایک تقریر ہوئی۔ جس کے بعد مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر صاحب تنزانیہ نے امن کے حوالے سے جماعت کا مؤقف حاضرین کو بتایا۔ جس کو بہت سراہا گیا۔ بعد میں مختلف مذہبی، سماجی اور سرکاری شخصیات کو امن کے حوالے سے اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ ان میں سے چند شخصیات کے خیالات نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

1۔ مکرم لوقس صاحب چیئرمین کرسچن چرچز سدرن زون تنزانیہ نے کہا کہ دنیا میں اگر سب مسلمان آپ جیسے ہوں جو امن کی تعلیم دیتے ہیں تو بے شک دنیا کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہیں۔

2۔ مکرم میلون صاحب ڈائریکٹر ہارمنی انٹرنیشنل تنزانیہ نے کہا کہ: ہم سب ادھر ادھر بھاگنے کی بجائے پہلے گھر سے امن کی شروعات کریں بعد میں ساری دنیا کو بتائیں جیسا کہ یہ جماعت کر رہی ہے۔ انہوں نے امن پر مبنی انگریزی زبان میں ایک نظم بھی سنائی اور ساتھ یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر جماعت احمدیہ یہ پروگرام ہر سال کرے گی تو مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں ہر سال حاضر ہوں گا اور اسی طرح امن کے گیت گاتا رہوں گا۔

3۔ مکرم شیخ حسن کیٹانگا صاحب نمائندہ بکواٹا اسلامک کونسل تنزانیہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ اس پروگرام کا انعقاد کر کے دوسرے مسلمانوں سے سبقت لے گئی ہے۔ ہم سب کو بھی چاہئے کہ ایسے پروگرام کریں تا کہ معاشرے میں امن برقرار رہے

4۔ مکرم مکامبا صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر تنزانیہ ریونیو اتھارٹی mbeya زون نے کہا کہ امن ہوگا تو ترقی ہوگی، اور ترقی ہوگی تو معیشت آگے بڑھے گی۔ جن ممالک میں امن نہیں لوگ وہاں جانا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور وہ ممالک آہستہ آہستہ تنزلی کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ لہذا امن کا ہونا ترقی کرنے کے لئے بنیادی اصول ہے۔

5۔ مکرم بازیلی موانا کاٹوئے صاحب نمائندہ ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب mbeya (جو کہ اس کانفرنس کے مہمان خصوصی بھی تھے) نے کہا کہ امن ہر معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ اور ہم امن کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ معاشرے میں عدل قائم نہیں ہوگا، عدل وانصاف اور امن قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مگر جماعت احمدیہ نے یہ پروگرام کر کے ہماری مدد کی ہے، لہذا ہم اس اقدام پر جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے، آمین۔

اس کانفرنس کے آخر میں مکرم امیر صاحب نے تمام مہمانون کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس کانفرس کا اختتام ہوا۔ دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔

میڈیا میں کورتج

اس کانفرس میں میڈیا کے لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا لہذا اس کانفرنس کی کورتج دو ٹی وی چینلز، دو ریڈیوز، اور دو اخبارات میں دکھائی، سنائی، اور لکھی گئی۔ بوجہ غربت ٹی وی اور اخبارات تک تو کم لوگوں کی رسائی ہے مگر ریڈیو بہت زیادہ سنا جاتا ہے۔ لہذا اس پروگرام کی ریڈیو کورتج کے ذریعے لاکھوں لوگوں تک احمدیت کا امن کا پیغام پہنچا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر کوشش میں برکت ڈالے۔ آمین

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

یقیناً پہلی مرتبہ قرآن کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے لیکن اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآن کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے نگرانی کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم پڑھانے کے ساتھ ہی قرآن کریم کی محبت پیدا کرنی بھی ضروری ہے۔

بچوں میں قرآن کریم کی محبت اس وقت پیدا ہوگی جب والدین قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر غور اور تدبر کی عادت بھی ڈالنے والے ہوں گے۔

ہمیں اپنے گھروں کو تلاوت قرآن کریم سے بھرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھیں تاکہ اس کے احکام سمجھ میں آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز اور قرآن کے ترجمے کو سمجھنا اور پڑھنا بڑا ضروری قرار دیا ہے۔

قرآن کریم میں بیان ہوئی ہوئی تمام قسم کی نیکیوں کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کریں۔

UCL میں منعقدہ ایک تقریب میں اسلامی تعلیمات پر اعتراض کرنے والی خواتین کو دو احمدی نوجوانوں کی طرف سے قرآن شریف اور اسلام کی حقیقی تعلیم کی رو سے مسکت اور مدلّل جواب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16/دسمبر 2011ء بمطابق 16/فتح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

ہمارے بچے عموماً ماشاء اللہ بڑی چھوٹی عمر میں قرآن کریم ختم کر لیتے ہیں۔ جن کی ماؤں کو زیادہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری اولاد جلد قرآنِ کریم ختم کرے وہ اُن پر بڑی محنت کرتی ہیں۔ یہاں بھی اور مختلف ملکوں میں جب مَیں جاتا ہوں تو وہاں بھی بچوں اور والدین کو شوق ہوتا ہے کہ میرے سامنے بچوں سے قرآنِ کریم پڑھوا کر اُن کی آمین کی تقریب کروائیں۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد پھر اُن کی دہرائی اور بچے کو مستقل قرآنِ کریم پڑھنے کی عادت ڈالنے کے لئے عموماً اتنا تردّد اور کوشش نہیں ہوتی جتنی ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے لئے کی جاتی ہے۔ کیونکہ مَیں جب پوچھتا ہوں کہ تلاوت باقاعدہ کرتے ہو یا نہیں (بعضوں کے پڑھنے کے انداز سے پتہ چل جاتا ہے) تو عموماً تلاوت میں باقاعدگی کا مثبت جواب نہیں ہوتا۔ حالانکہ ماؤں اور باپوں کو قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد بھی اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ بچے پھر باقاعدہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔

پس اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے اس کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ یقیناً پہلی مرتبہ قرآنِ کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے۔ بعض مائیں چار پانچ سال کے بچوں کو قرآنِ کریم ختم کروا دیتی ہیں اور یقیناً یہ بڑا محنت طلب کام ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ گزشتہ دنوں ایک خاتون کا مجھے خط ملا جس میں میری والدہ کا ذکر تھا اور لکھا کہ ایک بات جو انہوں نے مجھے کہی اور آج تک میں اس پر اُن کی شکر گزار ہوں کہ ایک دفعہ میں اپنی بچی یا بچے کو لے کر گئی جس نے قرآنِ کریم ختم کیا تھا تو مَیں نے بڑے فخر سے انہیں بتایا کہ اس بچے نے چھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ چھ سال یا پانچ سال میں قرآنِ کریم ختم کرنا تو اتنے کمال کی بات نہیں ہے۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم نے بچے کے دل میں قرآنِ کریم کی محبت کتنی پیدا کی ہے؟ تو حقیقت یہی ہے کہ قرآنِ کریم پڑھانے کے ساتھ ہی قرآنِ کریم کی محبت پیدا کرنی بھی ضروری ہے۔ اور تبھی بچے کو خود پڑھنے کا شوق بھی ہوگا۔ اور جس زمانے اور دَور سے ہم گزر رہے ہیں جہاں بچوں کے لئے متفرق دلچسپیاں ہیں۔ ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، دوسری کتابیں ہیں۔ ان دلچسپیوں میں بچے کا خود صبح باقاعدہ تلاوت کرنا اور پڑھنا اُسے قرآنِ کریم کی اہمیت کا احساس دلائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس زمانے میں جب مختلف قسم کی دلچسپیوں کے سامان ہیں، مختلف قسم کی دلچسپی کی کتابیں موجود ہیں، مختلف قسم کے علوم ظاہر ہو رہے ہیں، اس دور میں قرآنِ کریم پڑھنے کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے اور ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پس اس کو پڑھنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں میں قرآنِ کریم کی محبت اُس وقت پیدا ہوگی جب والدین قرآنِ کریم کی تلاوت اور اُس پر غور اور تدبر کی عادت بھی ڈالنے والے ہوں گے۔ اُس کے پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔ جب ہر گھر سے صبح کی نماز کے بعد یا آجکل کیونکہ سردیوں میں نماز لیٹ ہوتی ہے، اگر کسی نے کام پر جلدی نکلنا ہے تو نماز سے پہلے تلاوت باقاعدہ ہوگی تو وہ گھر قرآنِ کریم کی وجہ سے برکتوں سے بھر جائے گا اور بچوں کو بھی اس طرف توجہ رہے گی۔ بچے بھی اُن نیکیوں پر چلنے والے ہوں گے جو ایک مومن میں ہونی چاہئیں۔ اور جوں جوں بڑے ہوتے جائیں گے قرآنِ کریم کی عظمت اور محبت بھی دلوں میں بڑھتی جائے گی۔ اور پھر ہم میں سے ہر ایک مشاہدہ کرے گا کہ اگر ہم غور کرتے ہوئے باقاعدہ قرآنِ کریم پڑھ رہے ہوں گے تو جہاں گھروں میں میاں بیوی میں خدا تعالیٰ کی خاطر محبت اور پیار کے نظارے نظر آ رہے ہوں گے، وہاں بچے بھی جماعت کا ایک مفید وجود بن رہے ہوں گے۔ اُن کی تربیت بھی اعلیٰ رنگ میں ہو رہی ہوگی۔ اور یہی چیز ہے جو ایک احمدی کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے پوری توجہ اور کوشش سے کرنی چاہئے۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو ہم میں پیدا کرنے کے لئے بہت کوشش فرمائی ہے اور آپؑ کے آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ قرآنِ کریم کو دنیا میں ہر چیز سے اعلیٰ مقام دینے والے بنیں اور اسے وہ عزت دیں جس کے مقابلے میں کوئی اور چیز نہ ہو۔ قرآنِ کریم کی عزت کو ہم صرف اس حد تک ہی نہ رکھیں جو عموماً غیر از جماعت کرتے ہیں کہ خوبصورت کپڑوں میں رکھ لیا، خوبصورت شیلف میں رکھ لیا، خوبصورت ڈبوں میں رکھ لیا۔ قرآنِ کریم کی اصل عزت یہ ہے اور اس کی محبت یہ ہے کہ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اُس کے اوامر اور نواہی کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔ جن چیزوں سے خدا تعالیٰ نے روکا ہے اُن سے انسان رُک جائے اور جن کے کرنے کا حکم ہے اُن کو انجام دینے کے لئے اپنی تمام تر قوتوں اور استعدادوں کو استعمال کرے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیشمار جگہ اپنی کتب میں، اپنی مجالس میں، ملفوظات میں قرآنِ کریم کی اہمیت بیان فرمائی ہے اور ان باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان توقعات کا

ذکرفرمایاہے جوایک احمدی سے اورایک بیعت کنندہ سے آپ کو ہیں۔

پس ہمیں اپنے گھروں کوتلاوتِ قرآنِ کریم سے بھرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اس بات کی ضرورت ہے کہ تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھیں تا کہ اُس کے احکام سمجھ میں آئیں۔گھروں میں بچوں کے سامنے قرآنِ کریم کی تلاوت کے ساتھ اس کے سمجھنے اوراس کے ترجمے کے تذکرے اورکوشش بھی ہو۔صرف تلاوت کی عادت نہ ڈالی جائے بلکہ ایسی مجلسیں ہوں جہاں قرآنِ کریم سے چھوٹی چھوٹی باتیں نکال کر بچوں کے سامنے بیان کی جائیں تا کہ اُن میں بھی شوق پیدا ہو۔حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازاورقرآن کے ترجمے کوسمجھنااور پڑھنا بڑا ضروری قرار دیا ہے۔لیکن صرف ترجمہ پڑھنااوراصل عربی متن یا عبارت نہ پڑھنااس کی اجازت نہیں ہے۔آپ نے فرمایا کہ:

’’ہم ہرگزفتویٰ نہیں دیتے کہ قرآن کا صرف ترجمہ پڑھا جاوے۔اس سے قرآن کا اعجاز باطل ہوتا ہے۔جوشخص یہ کہتا ہے(کہ صرف ترجمہ پڑھنا کافی ہے)وہ چاہتا ہے کہ قرآن دنیا میں نہ رہے‘‘۔

(ملفوظات جلدسوم صفحہ 265۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہی قرآنِ کریم کا اعجاز ہے اور یہ ایک بہت بڑا اعجاز ہے کہ اب تک اپنی اصلی حالت میں ہے اوراللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ اِنَّـا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کہ یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں‘‘۔

اور یہ اعجاز جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ اصلی عربی عبارت میں آج تک چلا آ رہا ہے اور شدید سے شدید معترضین اور مخالفینِ اسلام جو ہیں وہ بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہتے کہ قرآنِ کریم اپنی اصلی شکل میں اپنی اصلی حالت میں آج تک محفوظ ہے۔اگرصرف ترجموں پر انحصار شروع ہو جائے تو ترجمے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہو رہے ہیں۔ بلکہ جب ہم اپنا ترجمہ دنیا کے سامنے رکھتے ہیں تو وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ترجمہ بالکل مختلف ہے کیونکہ غیروں نے صحیح ترجمے نہیں کئے ہوئے۔اسلام پر اعتراض کرنے والے ایک بہت بڑے پادری نے امریکہ میں قرآنِ کریم کے کچھ ترجموں پر(صرف ترجمے لئے تھے،عربی ٹیکسٹ نہیں لیا تھا،متن نہیں لیا تھا)اعتراض کر دیا کہ اسلام یہ کہتا ہے،اسلام یہ کہتا ہے اور قرآن یہ کہتا ہے۔اُس کو جب ہم نے اپنی تفسیر بھجوائی تو اُس کا جواب بھی اُس نے دیا اور بڑا پیچھا کرنے کے بعد یہی جواب تھا کہ میں نے جو ترجمے کئے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے لکھے ہوئے ہیں۔

بہرحال یہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں ترجمے میں بھی عربی متن کے قریب ترکر دیا اوراُس کے صحیح معنی اور معارف سکھائے ہیں۔

یہاں ضمناً یہ بھی بتادوں کہ گزشتہ دنوں احمدیت پرکسی اعتراض کرنے والے کا اعتراض نظر سے گزرا جس میں اُس نے کہا تھا کہ اگر مرزا صاحب نبی تھے تو پھرانہوں نے اپنی جماعت کو یہ کیوں کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی پیروی کرو۔تواس کا جواب تو آپ کی تحریر کی رو سے بہت جگہ آیا ہوا ہے۔ یہ قطعاً کبھی کہیں نہیں کہا گیا کہ پیروی کرو۔لیکن قرآنِ کریم کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ یہ ایک حوالہ ہے۔کسی نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ذکرکیا کہ حنفی مذہب میں صرف ترجمہ پڑھنا کافی سمجھا گیا ہے۔اس پر آپ نے فرمایا’’اگر یہ امام اعظم کا مذہب ہے تو پھراُن کی خطا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلدسوم صفحہ 265۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ان کی وہ بات غلط تھی۔ بیشک وہ امام ہیں انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے،بہت سارے مسائل اکٹھے کئے ہیں لیکن اگرانہوں نے یہ کہا ہے کہ صرف ترجمہ پڑھنا کافی ہے تو یہ غلط ہے۔

بہرحال اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی اصل حفاظت کرنے کا ذریعہ بنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوبھیجا ہے۔آپ نے اپنی جماعت کوقرآنِ کریم سمجھنے اوراس سے محبت کرنے کی بیشمار جگہ تلقین فرمائی ہے۔آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:’’قرآنِ شریف قانونِ آسمانی اورنجات کا ذریعہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 130۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

گواس فقرہ کے سیاق وسباق میں ایک بحث کا ذکر چل رہا ہے جو آپ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآنِ شریف سے وفات ثابت کرنے کے لئے بیان فرما رہے ہیں لیکن یہ عمومی اصول بھی ہے کہ قرآنِ شریف قانونِ آسمانی ہے اوراس لحاظ سے نجات کا ذریعہ ہے۔ہم اگر دیکھیں تو دنیاوی قانون بھی صرف قانون بن جانے سے فائدہ نہیں دیتا جبتک کہ اُسے لاگو نہ کیا جائے،اُس پرعمل درآمد نہ کروایا جائے۔اسی طرح قرآنِ کریم کا قانون بھی اُس وقت فائدہ مند ہے اور نجات دلانے والا ہے جب اُس پرعمل کیا جائے۔اگراُس پرعمل نہیں ہوگا تو یہ نجات دلانے کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔صرف پڑھ لینے اورعمل نہ کرنے سے نجات نہیں ہوسکتی۔خدا تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور انعامات کے ہم وارث نہیں بن سکتے۔پس قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھنا اوراُس پرعمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یادرکھوقرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ ہے اورنجات کا ذریعہ ہے۔یہ اُن لوگوں کی اپنی غلطی ہے جوقرآنِ شریف پرعمل نہیں کرتے۔عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کواس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کوخدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اورنجات کا شفابخش نسخہ ہے اگر وہ اس پرعمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اورافسوس کی بات ہے۔ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں۔پس ایسے آدمی جوخدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں،اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کومعلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اورشیریں اورخنک ہے اوراس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اورشفا ہے۔ یہ علم اُس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اُس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔اُسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پرمُنہ رکھ دیتا اور سیراب ہوکراُس کے لطف اور شفابخش پانی سے حظّ اُٹھاتا۔مگر وہ باوجود علم کے اُس سے ویسا ہی دور ہے جیسا ایک بے خبر‘‘(۔ملفوظات جلد چہارم صفحہ140۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام کو،ان درد سے بھرے الفاظ کوسمجھتے ہوئے قرآنِ کریم کی تعلیمات پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری بیعت کا حقیقی حق اسی صورت میں ادا ہوگا جب ہم قرآنِ کریم کی تعلیم کواپنے اوپر لاگوکریں گے اور قرآنِ کریم کی تعلیم یہ ہے،جیسا کہ پہلے بیان ہوا،کہ قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہوئی ہر برائی سے رُکنا اوراس میں بیان شدہ ہر نیکی کو اختیار کرنا اوراس کو اختیار کرنے کی بھرپور کوشش کرنا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’قرآنِ شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترکِ شرکر کے سمجھ لے کہ بس اب مَیں صاحبِ کمال ہوگیا،بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے کہ اس سے ایسے اعمال وافعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اوراُن کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجاوے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 208۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اگرایک مومن کوقرآنِ کریم سے حقیقی محبت ہے تو وہ اس معیار پرخود بھی پہنچنے کی کوشش کرے گا اورکرتا ہے اوراپنے بچوں کوبھی وہاں تک لے جانے کی کوشش کرے گا۔جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔شراور برائی سے رکنا کوئی کمال نہیں۔کسی بری حرکت سے رکنا،کسی شر سے رکنا یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ ہمارا مطمحِ نظر نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیں اپنے ٹارگٹ بڑے رکھنے چاہئیں اوراُس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے کہ قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہوئی تمام قسم کی نیکیوں کواپنے اوپر لاگوکرنے کی کوشش کریں۔جب یہ کوشش ہرمرد،عورت اور بچے سے ہورہی ہوگی تو ایک پاک معاشرے کا قیام ہو رہا ہو گا۔اُس معاشرے کا قیام ہوگا جس کو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔آئے دن جو اسلام اور قرآنِ کریم پر اعتراض کرنے والے ہیں اُن کے منہ بھی بند ہوں گے۔

یہاں دوعورتوں کا آج کل بڑا شُہرہ ہے جو اسلامی قوانین پر اعتراض میں حد سے بڑھی ہوئی ہیں۔ مختلف جگہوں پر وہ لیکچر وغیرہ دیتی رہتی ہیں۔گزشتہ دنوں خدام الاحمدیہ یوکے(UK) کی کوشش سے یوسی ایل (UCL) میں ایک مباحثہ ہوا۔ان کے ساتھ ایک ڈیبیٹ(Debate) کی صورت پیدا ہوئی جو یونیورسٹی کی انتظامیہ نے آرگنائز کی تھی۔جس میں ان دوخواتین نے،جواُن کا طریقہ کار ہے اپنی طرف سے اسلام پراعتراضات کی بڑی بھرمار کی۔لیکن ہمارے خدام جن میں سے ایک پاکستانی اوریجن(Origion) کے ہیں اور یہاں ہمارے یوکے(UK) کے جامعہ میں پڑھتے ہیں،جامعہ کے طالبعلم ہیں،اور دوسرے ایک انگریز نواحمدی۔ان دونوں نے اُن کوایسے مُسکت اور مدلّل جواب قرآنِ کریم سے اورقرآنِ شریف کی تعلیم کی رو سے دیئے۔اسلام کی حقیقی تعلیم کی رو سے دیئے کہ وہ اُس وقت غصہ سے پیچ وتاب کھاتی رہیں بلکہ اُن کے حمایتیوں نے بھی اُن کی اس حالت پرجس طرح وہ اعتراض کررہی تھیں بڑھ بڑھ کے افسوس کا اظہار کیا۔اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نوجوانوں کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیم کی فتح ہوئی۔

پس ہمیں قرآنِ کریم سمجھنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے، اس پرعمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے،تبھی ہمارے اپنے گھر بھی جنت نظیر بنیں گے اوراپنے معاشرے اور ماحول میں بھی ہم تبلیغ کا حق ادا کرنے والے بن سکیں گے۔

قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کا طریق سکھاتے ہوئے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

”قرآنِ شریف تدبر وتفکر وغور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَـارٍ یَلْعَنُهُ الْـقُـرْاٰن۔ یعنی بہت سے ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآنِ کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اُس پر عمل نہیں کرتا اُس پر قرآنِ مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہوتو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر وغور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 157۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہ صورت اُسی وقت ہو سکتی ہے جب اس کی اہمیت کا اندازہ ہو، اس سے خاص تعلق ہو۔ پس یہ اہمیت اور خاص تعلق ہم نے اپنے دلوں میں قرآن کریم کے لئے پیدا کرنا ہے۔ بعض لوگوں کے اس بہانے اور یہ کہنے پر کہ قرآن شریف سمجھنا بہت مشکل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”بعض نادان لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کو نہیں سمجھ سکتے“۔ (اس واسطے) ”اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے کہ یہ بہت مشکل ہے۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ قرآن شریف نے اعتقادی مسائل کو ایسی فصاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جو بے مثل اور بے مانند ہے اور اس کے دلائل دلوں پر اثر ڈالتے ہیں۔ یہ قرآن ایسا بلیغ اور فصیح ہے کہ عرب کے بادیہ نشینوں کو جو بالکل اَن پڑھ تھے سمجھا دیا تھا تو پھر اب کیونکر اس کو نہیں سمجھ سکتے“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 177۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس زمانے میں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے جنہوں نے ہمیں ظاہری احکام ہی نہیں بتائے بلکہ قرآن کریم کے گہرے حقائق ومعارف ہمیں کھول کر بیان کر دیئے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة: 4) کا فیض ہمیں پہنچایا ہے۔ پس اس خزانے سے ہمیں جواہرات جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جبتک ہم اس سے حقیقی محبت کرنے والے نہیں بنیں گے۔ جماعت سے باہر مسلمانوں میں، دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی قراءت بڑی اچھی ہے، انعامات حاصل کرتے ہیں، بڑی بڑی ریکارڈنگ کی کیسٹس اُن کی دنیا میں چلتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اچھی قراءت کرنے والوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کو قرآن کریم کے معانی اور مطالب کا نہیں پتہ۔ بلکہ بڑے بڑے علماء کو نہیں پتہ لگتا تبھی تو اسلام میں بعرصہ آیات کے ناسخ ومنسوخ کا ایک مسئلہ چلتا رہا ہے اور پھر ابھی بھی بعض آیتوں کی ان کو سمجھ نہیں آتی جس میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ بھی ہے۔ بہر حال یہ ان کے معانی ومطالب سے ناآشنا ہیں۔ اس بارے میں بڑی انذار کرنے والی ایک حدیث ہے جو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو ڈینگیں ماریں گے کہ ہم سے بڑا قاری کون ہے؟ ہم سے بڑا عالم کون ہے؟ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی والی بات دکھائی دیتی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ہرگز نہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لوگ تم میں سے اور اسی اُمّت میں سے ہی ہوں گے لیکن وہ دوزخ کی آگ کا ایندھن ہوں گے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد كتاب العلم باب كراهية الدعوى حديث 876 جلد نمبر 1 صفحه 252-251۔ دار الكتب العلمية بيروت 2001ء۔ مسند البزار۔ مسند العباس بن عبدالمطلب۔ جلد 2 صفحه 218)

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی اصل چیز عاجزی سے قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھ کر اُس پر عمل کرنا ہے۔ اس کو پیشہ بنانا نہیں ہے بلکہ اس سے محبت کرنا ہے۔ اور آج ہم میں سے ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ اس پر توجہ دے۔ اس کے حصول کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 'کشتی نوح' میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی“ (گندے لوتھڑے کی طرح تھی) ”قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں“۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا“ (یعنی اس کا شریعت اور روحانیت کا فیض جو ہے وہ قیامت تک جاری ہے) ”اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو جب تک محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کیلئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (الفاتحة:6)“۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14-13)

اللہ کرے کہ ہم اور ہماری اولادیں اور آئندہ تا قیامت جو بھی آنے والی نسلیں ہوں، جنہوں نے مسیح محمدی کو مانا ہے، وہ قرآن کریم سے حقیقی رنگ میں محبت رکھتے ہوئے اس کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں، اور اس کی برکات سے ہر دم فیض پاتے چلے جانے والے ہوں۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

عدو اب بے اماں ہونے لگا ہے

بہت شور و فغاں ہونے لگا ہے — عدو اب بے اماں ہونے لگا ہے
زمیں شاید نظر سے گر گئی ہے — قیامت کا سماں ہونے لگا ہے
مسیحا کی صداقت کھل رہی ہے — عیاں یارِ نہاں ہونے لگا ہے
عداوت جو ہماری بڑھ رہی ہے — یہی سچ کا نشاں ہونے لگا ہے
مسلسل تیر آکر لگ رہے ہیں — کوئی پھر مہرباں ہونے لگا ہے
تمہارے حسن اور احساں کا شہرہ — زمیں تا آسماں ہونے لگا ہے
فرشتے دل پہ دستک دے رہے ہیں — گواہ سارا جہاں ہونے لگا ہے
جو قطرہ فضل سے دریا بنا تھا — وہ بحرِ بیکراں ہونے لگا ہے
چلے جو تیز تو اڑنے لگیں گے — قرائن سے گماں ہونے لگا ہے
گیا کوئی نہ آئے گا فلک سے — یہ افسانہ دھواں ہونے لگا ہے
خلافت وہ شجر ہے جس سے سایہ — مکاں تا لامکاں ہونے لگا ہے
لہو سے ہو رہی ہے آبیاری — یہ غنچہ گلستاں ہونے لگا ہے

(امۃ الباری ناصر)

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے
خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

بقیہ: احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں
از صفحہ نمبر 16

یہاں پر فسادی مولویوں کے اکسانے پر کچھ بدتہذیب کاروباری حضرات احمدیوں کو ایوان توحید میں عبادت کرنے کے حق سے محروم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ ''حامیانِ دین'' انتظامیہ تک پہنچے اور کہا کہ احمدیوں کے اس جگہ عبادت کرنے کی وجہ سے ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ نیز دھمکی دی کہ اگر انتظامیہ نے احمدیوں کو اس عمارت میں نمازیں ادا کرنے سے نہ روکا تو وہ خود احمدیوں کو عبادت سے محروم کر دیں گے۔

ان مُلّاؤں نے اس بابت مدرسہ سراجیہ نظامیہ کے مولوی چراغ دین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے کیونکہ یہ مولوی قبل ازیں اپنے علاقہ میں سرکاری انتظامیہ کے تعاون سے احمدیوں کو حق عبادت سے محروم کرنے میں کامیابی سمیٹ چکا ہے۔

ایوان توحید کی زمین احمدیہ جماعت کے مرکز نے 1997ء میں حاصل کر کے رجسٹری کروائی تھی۔ تب سے یہ عمارت نمازوں کی ادائیگی کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ حکومت بھی اس عمارت پر بوجہ عبادت گاہ ٹیکس بھی وصول نہیں کر رہی ہے۔ مگر حکام اب مولویوں کی آواز پر متوجہ ہو رہے ہیں اور احمدیوں کو پیغام بھیجا گیا ہے کہ وہ پولیس کے سامنے اپنی وضاحت پیش کریں اور جماعتی عہدیداران نے قانون کے احترام کی جماعتی روایت کے تحت پولیس کے سامنے اپنی سب صورت حال واضح کر دی ہے، شہری انتظامیہ اپنے طور پر تحقیقات بھی مکمل کر چکی ہے۔ مگر قانون شکن مُلّاں ہر طرح کے تخریبی اور فسادی حربوں سے خوب لیس ہیں اس لئے خطرہ ہے کہ احمدیہ مسجد کے خلاف جتنی بڑی سازش بظاہر نظر آ رہی ہے اس سے کہیں زیادہ دشمنان اپنے طور پر حکمت عملی تیار کر چکے ہیں جبکہ احمدی اپنے معبود حقیقی کے طرف جھکے ہوئے ہیں۔

چند روز قبل مولویوں نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں اس مسجد کے موضوع پر ریلی نکالی اور ایک پریس کانفرنس بھی کی ہے۔ گزشتہ ماہ یہی فسادی مولوی ایک مشکوک آدمی کو نامعلوم مقصد کی تکمیل کیلئے ایوان توحید میں داخل کرنے کی کوشش بھی کر چکے ہیں جو خوش قسمتی سے راستے میں ہی روک لیا گیا تھا۔

مولویوں کی طرف سے ربوہ میں احمدیت مخالف دوروزہ شرانگیز کانفرنس

ربوہ، 13 اور 14 اکتوبر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولویوں نے ملتان میں اپنے مرکز کو چھوڑ کر 260 کلومیٹر کا سفر طے کیا اور ربوہ میں اپنی دوروزہ کانفرنس منعقد کی۔ کیونکہ سرکاری انتظامیہ ربوہ میں، جہاں غیر احمدی آبادی محض 5 فیصدی ہے، ایسی کانفرنسوں کی عام اجازت دے دیتی ہے۔ جبکہ ربوہ میں ایسی کانفرنسیں اس شہر کے امن وامان کے لئے شدید خطرہ ہیں۔ یاد رہے کہ مولویوں کو اس کانفرنس کا اجازت نامہ اس ماحول میں مہیا کیا گیا ہے جب مرکزی احمدیہ دفتر سے تمام متعلقہ مقامی، صوبائی اور وفاقی حکام سے تحریری طور پر استدعا کی گئی تھی کہ ان بیرونی لوگوں کو ربوہ میں فرقہ وارانہ کانفرنس کی اجازت نہ دی جائے۔

مگر ایسی کانفرنسوں کے نام پر ہر سال سارے پاکستان سے مولوی ربوہ میں جمع ہوتے ہیں جن میں دیوبندی اور وہابی مولوی زیادہ اور بریلوی شرکاء نسبتاً کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ مولوی عطاء الرحمٰن جمیعت علمائے ہند (مولوی فضل الرحمٰن کا بھائی) نے بھی اس کانفرنس میں شرکت کی نیز مولوی محمد حسین، محبّ اللہ، عزیز الرحمٰن جلندھری، اللہ وسایا، زاہد الراشدی، احمد میاں حامدی، مفتی محمد حسن، عالم طارق (کالعدم سپاہ صحابہ پاکستان) وغیرہ وغیرہ نے تقاریر کیں۔ یاد رہے کہ ان مقررین میں سے زیادہ تعداد ان کی ہے جنہیں حکومت کی طرف سے محرم کے دوران ضلع بندی کی سزا املا کرتی ہے مگر یہ تمام پابندیاں اس وقت ہوتی ہیں جب حکومت کسی جگہ امن وامان کی صورت حال کے بارہ میں سنجیدہ ہو۔

کانفرنس کا نام جو مرضی ہو، حسب سابق اس دفعہ بھی ان فسادیوں نے اپنی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بانی جماعت احمدیہ اور خلفاء و بزرگان احمدیت کے بارہ میں نہایت غلیظ اور نامناسب زبان کا کھلم کھلا استعمال کیا۔ محسن کشی کا ثبوت دیتے ہوئے، حد سے بڑھتے ہوئے ان ظالموں نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے قریبی اور معتمد ساتھی اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب کے بارہ میں بھی دشنام دہی کی۔

ایسی تقاریب میں یہ مولوی لوگ حق اور صداقت کا خون کرتے ہوئے حقائق کے منافی تقاریر کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہوتے ہیں۔ بعد ازاں پریس ریلیز میں مولویوں کے شعبہ اشاعت نے حسب سابق پاکستانی عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرنے کا دعویٰ کیا اور درج ذیل مطالبات مقامی اخبارات میں شائع ہوئے:

☆ پاکستانی حکومت کو ''ڈومور (Do More)'' کے جواب میں ''نومور (No more)'' کہنا چاہئے۔

☆ یورپی ممالک کو بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہئے۔

☆ ممتاز قادری (سلمان تاثیر گورنر پنجاب کا قاتل) کوئی ایک فرد نہیں ہے بلکہ مسلم دنیا کے جذبات کا ترجمان ہے۔

☆ قادیانیوں کی دوستی ہر طرح کی اسلام دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔

☆ قادیانی دنیا بھر میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے ستونوں کو تباہ کر رہے ہیں۔

☆ قادیانی جھوٹے اور جہنمی ہیں۔

☆ قادیانیوں کا ایک ہی علاج۔ الجہاد الجہاد۔

☆ پاکستان کا مستقبل ختم نبوت سے منسلک ہے۔

یہ رپورٹ مقامی اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور بیانات سے ماخوذ ہے۔ بطور خاص روزنامہ جنگ کے شمارہ 14 اکتوبر اور نوائے وقت کے شمارہ 14 اور 15 اکتوبر سے مواد لیا گیا ہے۔ مولویوں نے درج ذیل مطالبات کئے:

☆ تمام قادیانیوں کو مسلح افواج سے برخاست کیا جائے۔

☆ چناب نگر سے طبع ہونے والا سارا لٹریچر حکومتی قبضہ میں جانا چاہئے۔

☆ قادیانیوں کو اسلامی شعائر مثلاً کلمہ طیبہ کے استعمال سے روکا جائے۔

☆ قادیانیوں کو سرکاری محکموں، مثلاً ریونیو (CBR) سفارت خانوں اور شعبہ تعلیم سے فوری طور پر نکالا جائے۔

☆ احمدی مساجد کے مینار اور محراب تباہ کر دینے چاہئیں۔

☆ تمام تعلیمی اداروں کے داخلہ فارم میں ختم نبوت کے اقرار اور بانی جماعت احمدیت کی مذمت کا حلف نامہ شامل ہونا چاہئے۔

☆ قادیانی طالب علم اپنے تعلیمی وثائق پر خود کو مسلمان لکھتے ہیں جو کہ قانون کی خلاف ورزی ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

☆ قومی شناختی کارڈ کے حصول کے فارم میں ''ختم نبوت کا اقرار نامہ'' شامل ہونا چاہئے۔

☆ قادیانیوں کی تمام ذیلی تنظیموں کو کالعدم قرار دیا جائے۔

☆ قادیانیوں کے چندوں کے نظام کو حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لینا چاہئے۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں سیکورٹی کے لئے بنائی جانے والی روکیں فوری طور پر ختم کروائی جائیں۔

☆ اسلامیان پاکستان ''تحفظ ناموس'' کے قانون میں کوئی بھی تبدیلی برداشت نہیں کریں گے۔

☆ (مولوی کی) شریعت کے مطابق پاکستان میں مرتد کی سزا موت رائج کی جائے۔

☆ معزز علماء سے التماس ہے کہ وہ ہر مہینہ میں ایک بار خطبہ جمعہ ختم نبوت کے حق اور قادیانیت کی مخالفت میں ارشاد فرمایا کریں۔

☆ ممتاز قادری کو باعزت رہا کیا جائے۔

تمام ذی ہوش افراد کے لئے مندرجہ بالا مطالبات کے پس منظر میں موجود خواہشات کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہ ہے۔

اس کانفرنس کے دوران جمعہ کے دن سب سے زیادہ حاضری 8000 نوٹ کی گئی اور حاضرین کو ربوہ تک لانے کے لئے بسوں، ویگنوں، کاروں اور رکشوں کا انتظام کیا گیا تھا، نیز پرتکلف طعام کا وافر انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن ایسی احمدیت مخالف کانفرنسوں پر اٹھنے والے بھاری اخراجات کا ماخذ ایک کھلی پہیلی ہے۔

ایسی تقاریب اہلیان ربوہ کے لئے شدید مشکل اور کوفت کا باعث بنتی ہیں یعنی احتیاطی تقاضے پورے کرنے کے لئے جماعتی تعلیمی اداروں کو بند رکھا جاتا ہے، خواتین کو گھروں سے نکلنے سے روک دیا جاتا ہے، دوکانیں بند رکھی جاتی ہیں، کئی سو احمدی احباب شاملین کانفرنس کی طرف سے کسی بھی ممکنہ مشکل کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈیوٹی دیتے ہیں، الغرض ان مُلّاؤں کو ربوہ میں جمع ہونے کی اجازت دے کر، جن کی کانفرنس کا یہاں کوئی بھی عقلی جواز نہیں بنتا، امن وامان کا شدید خطرہ پیدا کر دیا جاتا ہے۔

درج ذیل مولویوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی: اکرم طوفانی، عبداللطیف اشرفی، محمد امجد مدنی، ممتاز احمد کلیر، محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاضی احسان احمد، ضیاء الدین آزاد، عزیز الرحمٰن ثانی، فقیر اللہ اختر، عبدالحکیم نعمانی، محمد علی صدیقی، محمد حسین ناصر، تجمل حسین، محمد اسحاق ساقی، محمد طیب فاروقی، محمد زاہد وسیم، مفتی محمد خالد میر، عبدالنعیم، محمد عارف، غلام مصطفیٰ، غلام رسول دین پوری، عبدالستار حیدری، عبدالستار گورمانی، عبدالخالق، محمد خبیب، محمد اقبال، عبدالوھاب جلندھری، عبدالرزاق مجاہد وغیرہ وغیرہ۔

ایک احمدی کو ہراساں کرنے کا واقعہ

……**شاہدرہ، لاہور:** مکرم محمد آصف بٹر صاحب جو اسلام پورہ، شاہدرہ لاہور کے رہائشی ہیں، نے مندرجہ ذیل خط لکھ کر جماعتی انتظامیہ سے مشورہ طلب کیا ہے۔

''ابوبکر نامی آدمی نے مقامی علاقہ (سیکٹر 118) کے ایم پی اے کی سرپرستی میں احمدیہ مخالف تنظیم بنام ''شاہدرہ یوتھ فورم'' قائم کی ہے اور اس علاقہ میں آباد احمدیوں کو تنگ کرنے اور ہراساں کرنے پر کاربند ہے۔ جس کے نتیجہ میں دو احمدی مکرم مسرور احمد بٹر اور محمد عمران بٹ اپنا علاقہ چھوڑ کر نقل مکانی کر چکے ہیں، جبکہ چند دن قبل میں ایک دودھ دہی کی دکان پر گیا تو وہاں موجود ابوبکر نے مجھے کہا کہ مَیں اب تک اس علاقہ سے دو احمدیوں کو بھگا چکا ہوں اور جلد ہی تمہاری باری ہے۔

چند دن بعد میرا بیٹا قریبی بازار گیا تو وہاں اسے گالیاں دی گئیں، اس کے عقیدہ کا مذاق اڑایا گیا، دھمکیاں دیں اور غلیظ زبان کا استعمال کیا گیا۔

مورخہ **28 ستمبر 2011ء** کو میرے گھر کے قریب واقع دودھ دہی کی دوکان پر موجود لوگوں نے میرے بیٹے کو کہا کہ جلد ہی تمہارے باپ کے خاندان کو بھی یہ علاقہ چھوڑنا ہی پڑے گا جس طرح باقی دو احمدی گھرانے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیئے گئے تھے۔ نیز ان لوگوں نے بانی جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت بیہودہ اور غلیظ زبان استعمال کی۔''

یاد رہے کہ یہ وہی علاقہ ہے جہاں گزشتہ سال ایک احمدی کو شہید کر دیا گیا تھا نیز مکرم بشیر احمد صاحب پر حال ہی میں حملہ کیا گیا تھا جس میں انہیں گردن، کندھے اور معدہ میں چار گولیاں لگیں تھیں۔ دوسری طرف اس ابوبکر اور اس کے سرپرست ایم پی اے کے کرتوت پولیس اور انتظامیہ سے ہرگز اوجھل نہ ہیں۔

(باقی آئندہ)

تمام قارئین الفضل انٹرنیشنل کو

نیا سال مبارک

ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے
Mr. Jolyn Martyn Clark کی
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

(آصف محمود باسط۔ لندن)

1883ء میں ہندوستان کے شہر امرتسر میں ایک تاریخ ساز مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ میں اسلام اور عیسائیت بالمقابل آئے اور اپنے اپنے ادیان کی حقانیت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری ہنری مارٹن کلارک نے مسلمانوں کو چیلنج دیا جس کے جواب میں مسلمانوں کو کوئی لیڈر، کوئی انجمن ایسی نہ ملی جو اسلام کے دفاع کے لئے آگے آتی۔ بالآخر کاسر صلیب، امام مہدی، مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آگے بڑھے اور اسلام کے دفاع کا وہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا کہ عیسائی پادری بوکھلا گئے اور ان سے اپنی شکست کو دیکھ کر علاوہ ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کے کچھ بن نہ پڑی۔ اسی مباحثہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر حضورؑ نے انجام آتھم کی عظیم الشان پیشگوئی کا اعلان فرمایا جو صاحب ایمان لوگوں کے ازدیاد ایمان کا باعث بنی۔ اور مخالفین، کیا عیسائی اور کیا غیر احمدی مسلمان، سب کے لئے خفت اور شرمندگی کا سامان ثابت ہوئی۔

اس خفت اور شرمندگی کو مٹانے کے لئے پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعودؑ پر اقدام قتل کا جھوٹا مقدمہ بھی چلایا جو ایک منصف مزاج جج نے گھڑی بھر میں مسترد کر دیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی باعزت بریت کا سامان فرمایا۔

اس واقعہ کو قریباً 110 برس کا عرصہ گزر گیا۔ ہنری مارٹن کلارک ماضی کے دھندلکوں میں کہیں کھو گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت آپ کے خلفاء کی رہنمائی میں ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی گئی۔

کچھ ماہ قبل امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں ''جنگِ مقدس'' سے متعلق برطانیہ کے مختلف Archives میں موجود دستاویزات اور حقائق پر تحقیق کے کام کا آغاز کیا گیا۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مواد Church Mission Society, Oxford کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا اور بہت سا مواد برمنگھم یونیورسٹی کی لائبریری کے Special Collections سے حاصل ہوا۔ یونیورسٹی آف لندن کے سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز (SOAS) سے بھی مفید مواد حاصل ہوا۔ (اس مواد پر مبنی ایک تفصیلی مضمون انشاء اللہ جلد ہدیہ قارئین کیا جائے گا)

اس تمام تحقیق کے دوران ہنری مارٹن کلارک کے گھر، اس کی قبر اور اس کی اولاد کو بھی تلاش کیا گیا کہ ان ذرائع سے وابستہ ریکارڈ سے بھی بعض اوقات مفید معلومات حاصل ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ جب اس کی قبر ملی تو قبرستان کے ریکارڈ سے اس کے مکان کا پتہ معلوم ہوا اور یوں کڑی سے کڑی ملتی اس کی اولاد تک پہنچی۔ اس کے ایک پڑپوتے Mr Jolyn Martyn Clark یہیں شمالی انگلستان میں دریافت ہوئے۔ ان سے جب رابطہ کی صورت پیدا ہوئی تو انہیں یہ معلوم کر کے بہت حیرت ہوئی کہ کوئی شخص ان کے پڑدادا یعنی ہنری مارٹن کلارک میں آخر کیوں دلچسپی لے رہا ہے۔ ان سے تعارف بڑھا تو ان پر یہ کھلا کہ ہماری جماعت کو ہنری مارٹن کلارک میں کیا دلچسپی ہے۔

موصوف ایک نہایت شریف النفس آدمی ہیں اور تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ جوں جوں ان سے تعارف بڑھا، انہیں جماعت میں دلچسپی پیدا ہوتی گئی۔ انہیں لندن آنے کی دعوت دی گئی جو انہوں نے بخوشی

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے Mr. Jolyn Martyn Clark 3 دسمبر 2011ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

قبول کی۔ جب انہیں بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جانشینی خلافت کی شکل میں آج تک چل رہی ہے اور بے مثال کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے، تو انہیں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کریں۔

ان کی یہ خواہش حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی گئی جو حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت منظور فرمائی۔

یوں موصوف 3 دسمبر 2011ء کو حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کرنے لندن تشریف لائے۔ ان کی آمد پر انہیں پہلے طاہر ہاؤس، لندن میں واقع مخزن تصاویر کی نمائش لے جایا گیا جہاں انہیں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اجمالی تعارف حاصل ہوا۔ دنیا کے ہر کونے میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی مساجد، مشن ہاؤس، سکول، کالج، اسپتال اور جلسہ ہائے سالانہ کی شکل میں، ان کے لئے حیرت کا عجیب سامان تھا۔ یہ سب دیکھ کر انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو کہا کہ ہنری مارٹن کلارک اور باقی مشنریوں کا تو کوئی نام بھی نہیں جانتا، اور تمہاری جماعت کے بانی (علیہ السلام) کا شروع کیا ہوا کام جس کی سب مخالفت کرتے تھے، کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے!

نمائش دیکھنے کے بعد وہ حضور انور کی خدمت اقدس میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔

اس نہایت ایمان افروز ملاقات کا آغاز سہ پہر ساڑھے تین بجے ہوا۔

دفتر میں داخل ہوکر شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے حضور ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ حضور نے انہیں ملاقات کا وقت دیا۔ اس کے بعد حضور انور ازراہ شفقت ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے دوران گفتگو ان سے دریافت فرمایا کہ آپ اس مباحثہ کے بارہ میں کیا جانتے ہیں جو جنگ مقدس کے نام سے ہوا تھا؟

اس پر انہوں نے بتایا کہ مَیں نے تو اس بارہ میں ابھی حال ہی میں تحقیق کی ہے، **مگر آج مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ہنری مارٹن کلارک کہیں ماضی میں کھو گیا ہے، جب کہ ان کے مدمقابل جو شخص تھا وہ دنیا بھر میں کامیاب ہے۔** کہنے لگے کہ خود مجھے کچھ سال پہلے تک علم نہ تھا کہ میرے پڑدادا کون تھے۔ یہ تو ابھی کچھ سال قبل اتفاق سے میں اپنے اجداد کی تلاش کر رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہنری مارٹن کلارک میرے پڑدادا ہیں۔

حضور انور سے ان کی یہ ملاقات نصف گھنٹہ کے قریب جاری رہی۔ آخر پر انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حضور کے ساتھ تصویر کھنچوانے کی درخواست کی جو حضور انور نے ازراہ شفقت منظور فرمائی اور یوں یہ لمحہ کہ جب ہنری مارٹن کلارک کا پڑپوتا حضور کی خدمت میں حاضر تھا، تاریخ میں محفوظ ہو گیا۔

حضور سے ملاقات کے بعد Mr. Jolyn Martyn Clark جب دفتر سے باہر نکلے تو ان کی ایک عجیب کیفیت تھی۔ پہلے تو نہایت جذباتی ہوکر خاموش رہے اور پھر کچھ دیر بعد اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگے۔ خاکسار ان کی گفتگو انہی کے الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے:

His Holiness is a very special Man.

(حضور بہت ہی خاص آدمی ہیں)

I have never seen someone like him in my life.

(مَیں نے ان جیسا اپنی زندگی میں نہیں دیکھا)

It is very difficult to be moved by something in my age because one thinks that he has seen the world quite closely, but I must say that I am deeply moved by meeting His Holiness.

(عمر کے جس حصہ میں مَیں ہوں، اس عمر میں کسی بات سے متاثر ہو جانا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ انسان سمجھتا ہے اس نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھ لیا ہے۔ مگر مَیں حضور سے مل کر بہت متاثر ہوا ہوں۔)

He is such a loving person that it is hard to explain. He is so special that he made me feel special.

(حضور اس قدر محبت کرنے والے ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ وہ اتنے خاص ہیں کہ انہوں نے مجھے بھی خاص ہونے کا احساس دلایا)

پھر کہنے لگے کہ یہ اس قدر محبت کرنے والے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ جن کے یہ خلیفہ ہیں وہ کسی کو مرنے کی بددعائیں کس طرح دے سکتے ہیں (ان کا اشارہ پیشگوئی انجامِ آتھم کی طرف تھا)۔

خاکسار نے عرض کیا کہ اس پورے معاملے کو سمجھنا ضروری ہے۔ وہ ایک مباحثہ تھا جس میں عیسائیوں کی شکست واضح طور پر سامنے آگئی تھی۔ اس پر بھی وہ مصر تھے کہ وہ جیت گئے اور اسلام کی شکست ہوئی۔ اس پر بانیٔ جماعت نے فرمایا کہ ایسا ہے تو پھر خدا خود کوئی نشان دکھائے گا۔ یہ سن کر کہنے لگے:

God has certainly shown a sign even today because I am stuttering eversince I have met His Holiness.

(خدا نے آج بھی نشان دکھایا ہے کہ مَیں جب سے حضور سے ملا ہوں، میری حالت یہ ہے کہ میری زبان میرا ساتھ نہیں دے رہی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ کی شفقت اور بندہ پروری ہے کہ خاکسار کو اس تحقیق میں حقیر سی کوشش کرنے اور پھر اس ملاقات کے موقعہ پر موجود ہونے کا موقعہ ملا۔ اس ملاقات کا مشاہدہ کرنا ایک نہایت ایمان افروز تجربہ تھا۔ کہاں ہنری مارٹن کلارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تکالیف پہنچانے اور ہر ممکن طریق سے آپؑ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش میں ہمہ وقت سرگرم تھا اور کہاں اس کی اولاد خود چل کر آپؑ کے خلیفہ کے پاس آتی ہے، حضور سے فیض پاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اس نور کو آشکار کرتا ہے جو وہ اپنے خاص فضل سے اپنے فرستادوں کو عطا فرماتا ہے۔ الحمدللہ رب العالمین۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران

047- 6212515

0300-7703500

بقیہ: رپورٹ دورہ یورپ از صفحہ نمبر 2

ان باتوں کی اطاعت کریں جو کہ اسلام اور قرآن کے منافی نہ ہوں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کے ساتھ درشت روی سے پیش آئیں۔ وقتی طور پر آپ وہاں سے چلے جائیں۔ ہاں اگر آپ انشاء اللہ کہنا چاہتے ہیں تو ضرور کہیں۔ کیونکہ بہت سی قومیں انشاء اللہ نہ کہنے کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ ہماری زمینیں اور باغات کو تباہ کرنے کی کس کے پاس طاقت ہے؟ دیکھنا ہم کل صبح ان زمینوں اور باغات پر جائیں گے۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے کبھی بھی انشاء اللہ نہیں کہا۔ لیکن ایک دن جب وہ صبح اُٹھ کر اپنی زمینوں اور باغات کی طرف گئے تو وہاں پر کچھ بھی نہ تھا۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ ہمیں نصیحت فرماتا ہے کہ ہمیں ہر صورت میں انشاء اللہ کہنا چاہئے کیونکہ اللہ کی مرضی کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمیں پاکستان میں 'السلام علیکم' کہنے اور کلمہ پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ لیکن ہم پھر بھی پڑھتے ہیں۔ اور آپ کی والدہ تو صرف اتنا ہی کہتی ہیں نہ کہ مجھ سے اس طرح سے بات نہ کیا کرو۔ جبکہ پاکستان میں اگر آپ السلام علیکم کہیں یا کلمہ پڑھیں تو آپ کو تین سال قید کی سزا ہوتی ہے۔ تو ایسی بات ہو تو آپ وقتی طور پر وہاں سے اُٹھ کر چلے جایا کریں۔

☆ ایک لبنانی احمدی دوست نے حضور انور سے سوال کیا کہ اب جرمن قوم میں مذہب کی طرف اور اسلام کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ تو ان لوگوں تک اسلام کا صحیح پیغام پہنچانے کے لئے ہمیں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر جرمن قوم کا مزاج بدل رہا ہے اور ان کا اسلام، مذہب یا احمدیت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب خدا تعالیٰ کی مرضی ہے کہ ہم جرمنوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ اسی لئے میں نے جماعت کو اور ذیلی تنظیموں کو کہا تھا کہ احمدیت کا پیغام پھیلانے کے لئے سب سے پہلے صرف لوگوں کو اتنا بتائیں کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ احمدیت کا پیغام کیا ہے؟ صرف احمدیت ہی وہ مذہب ہے جو کہ دنیا میں حقیقی اسلام اور امن و محبت کو پیش کرتا ہے۔ اگر یہ پیغام لوگوں تک پہنچ جاتا ہے تو پھر اگلا قدم یہ ہے کہ ہم بتائیں کہ یہ پیغام رسول کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ تو اس طرح سے لوگوں کو آپ کا پیغام سننے میں دلچسپی پیدا ہوگی۔ اور احمدیت کا پیغام سمجھیں گے۔ اور جب یہ ہو جائے تو پھر آپ کی ذمہ داری بھی مزید بڑھ جاتی ہے۔

مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ لوگوں کا اسلام کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے یا کم از کم اسلام کے متعلق جاننے میں دلچسپی ظاہر کر رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پچھلی بار جب میں جرمنی آیا تھا تو یہی بات میں نے متعدد بار اپنے خطبات و تقاریر اور جلسہ پر کی تھی کہ جرمنی میں ہر احمدی کو چاہئے وہ اپنے آپ کو تبلیغی کاموں میں مصروف کرے۔ اگر ہفتہ میں ایک دن نہیں دے سکتے تو کم از کم ایک مخصوص وقت کے بعد کچھ وقت تبلیغ کی خاطر وقف کریں۔ جب تک آپ وقف کی روح سے کام نہیں کرتے آپ تبلیغ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ آپ لبنانی ہیں تو آپ کو چاہئے کہ فلسطینی، مراکن اور لبنانی لوگوں کی تلاش کریں اور ان تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ اس طرح ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائے۔ کیونکہ آپ اپنی قوم کی نفسیات کو بہتر جانتے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ ان کو سمجھانے کے لئے کونسا طریق استعمال کرنا چاہئے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ کے بعض طریقے ایسے بھی ہیں جن پر ابھی تک عمل نہیں کیا گیا تو آپ کو بتانا چاہئے کہ اس طریق پر اگر تبلیغ کی جائے تو ہم زیادہ بہتر طور پر ان تک اپنا پیغام پہنچا سکیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ نے نشانات دکھانے شروع کر دیئے ہیں۔ لیکن یہ اب آپ پر منحصر ہے کہ تبلیغ کے لئے اس موقع کا کتنا استعمال کرتے ہیں۔

☆ امیر صاحب جرمنی نے کہا کہ حضور پورے جرمنی سے 150 خدام لیف لیٹنگ کے لئے ہمبرگ آئے ہیں۔ ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے ہمبرگ کی زمین بہت زرخیز معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ لیف لیٹنگ کے نتیجہ میں یہاں سے ملنے والا جواب جرمنی کے دیگر علاقوں کی نسبت مختلف ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ صرف ہمبرگ کی زمین ہی لیف لیٹنگ کے لئے زرخیز نہیں بلکہ دوسری جگہوں پر احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ٹھیک طرح سے کوشش ہی نہیں کی گئی۔ اگر مکمل طور پر سروے کیا جائے تو آپ برلن میں بھی اسی قسم کے نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ۔ اور اسی طرح بعض دوسرے چھوٹے قصبوں میں بھی یہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ میں نے جماعت سے کہا ہے کہ ضروری نہیں کہ آپ بڑے شہروں پر ہی توجہ دیں بلکہ اگر آپ چھوٹے قصبوں کا رخ کریں تو وہاں مذہب کی طرف مائل لوگ زیادہ ملیں گے۔ اور وہاں پر لوگوں کی طرف سے بہتر ردّ عمل دیکھنے میں مل سکتا ہے۔ ان چھوٹے قصبوں میں آپ میٹنگز اور سیمینارز رکھ سکتے ہیں۔ یہاں بھی جب چھوٹے علاقوں کی طرف گئے ہیں تو وہاں سے بہت اچھا جواب ملا ہے۔ اور ایسے علاقوں میں بیعتیں بھی ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر کینیڈا میں انہوں نے چھوٹے قصبوں میں جانے کا پروگرام بنایا، اور آپ کو علم ہے کہ کینیڈا بہت بڑا ملک ہے، تو جب وہ دور دراز علاقوں میں گئے تو شروع میں کسی قسم کی کوئی مخالفت نہ ہوئی بلکہ عیسائیوں نے اپنے چرچ بھی دیئے کہ آپ یہاں پر اپنے پروگرامز اور سیمینارز رکھیں۔ لیکن جب صحیح طریق پر اس کا فالو اپ کیا گیا تو ان چرچوں کے پادریوں نے محسوس کیا کہ لوگ تو ان کے لائے ہوئے اسلام کے پیغام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ پھر انہوں نے احمدیوں کو اپنے چرچ دینے بند کر دئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا، اور زمین زرخیز ہے۔ بس آپ کو بیج پھینکنے اور اس کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ اس کا پھل آپ کو حاصل ہوگا۔

☆ ایک جرمن طالبہ علم نے انسان کی روح کے بارے میں حضور انور سے سوال کیا کہ ہمارے اعمال اور اخلاقیات کا تمام تر انحصار دماغ پر ہے۔ انہوں نے ایک مثال دی کہ ایک شخص جو کہ بارودی مواد کا کام کرتا تھا۔ بارود پھٹنے سے زخمی ہو گیا اور سر متاثر ہوا جس کی وجہ سے اس کے دماغ پر اثر ہو گیا اور اس کے رویہ میں درندگی ظاہر ہونا شروع ہوگئی۔ جب ہر کام دماغ پر منحصر ہے تو انسانی روح کا کیا کام ہوتا ہے؟ اب سائنسی طور پر بھی ثابت کیا گیا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ دماغ ہی ہے۔ اس تناظر میں انسان کی روح کیا چیز ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے تو آپ ایک امریکن کی مثال دے رہی ہیں جس کے ساتھ اس قسم کا حادثہ پیش آیا اور ماتھے کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔ اور اس کے بعد اس کے دماغ میں آئرن پلیٹ رکھی گئی جس سے اس کا رویہ مکمل طور پر تبدیل ہو گیا۔ اس کی وجہ تو میڈیکل ہے کہ اس کے سر پر چوٹ لگی جس سے اس کے سر کو نقصان پہنچا۔ جس کی وجہ سے اس کے دماغ کے ایک خاص حصہ پر دباؤ بڑھ گیا۔ اور اس وجہ سے اگر اُس کے رویہ میں تبدیلی آگئی تو یہ علیحدہ بات ہے۔ کیونکہ یہ طبی مسئلہ ہے۔ اور جہاں تک روح کا تعلق ہے تو روح صرف انسان کے دماغ میں نہیں ہوتی۔ بلکہ روحانی لوگ ہمیشہ کہتے ہیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ بات پہلے دل میں اترتی ہے اور پھر دل سے دماغ میں جاتی ہے۔ گویا دل کا مقام بڑا ہے۔ اور یہ بات سائنس سے قدرے متضاد ہے۔ کیونکہ سائنسدانوں کے نزدیک دماغ میں order جاتا ہے اور وہاں سے جسم کے باقی حصوں میں پہنچتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روحانی طور پر دل ہی پہلے پیغام وصول کرتا ہے اور پھر دماغ کی طرف جاتا ہے۔ اب ایک جاپانی سائنسدان نے بھی اس موضوع پر تحقیق کی ہے اور وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچ رہا ہے کہ دماغ پہلے پیغام وصول نہیں کرتا بلکہ دل کے پیغام پر ردعمل ظاہر کرتا ہے۔ پھر دماغ سے باقی جسم پر پیغام کا اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے روحانی لوگ کہتے ہیں کہ جب انسان کو وحی یا الہام ہوتا ہے تو پہلے دل پر اترتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی خوفناک بات ہوتی ہے تو دل ہی سب سے پہلے کانپتا ہے۔ اور دل کی دھڑکن اچانک بہت تیز ہو جاتی ہے۔ اور پھر یہ بات دماغ تک پہنچتی ہے جس کے نتیجہ میں آپ کی طرف سے کوئی ردعمل ظاہر ہوتا ہے۔ پہلے خوف محسوس ہوتا ہے۔ پھر آپ اس خوف کے نتیجہ میں بھاگنے کا عمل کرتے ہیں۔ یعنی جب بھی آپ کسی قسم کا خوف محسوس کرتے ہیں تو پہلا ردِعمل دل کا ہوتا ہے۔ تو اس پر سائنسدان متفق ہیں۔ لیکن روحانی طور پر اعلیٰ مقام پر فائز لوگ (جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام) دل کو روح القدس کے اترنے کی جگہ بتاتے ہیں۔ اور جہاں تک روح کا تعلق ہے تو جب بھی رحم میں بچے کی پیدائش شروع ہوتی ہے تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے جو کہ پھر ترقی کرتی ہے۔ اسلئے روح اور جسم بیک وقت کام کرتے ہیں۔ روح کو جسم کی ضرورت ہوتی ہے اور جسم کو روح کی۔ جب آپ کی وفات ہو جاتی ہے تو روح جسم کو چھوڑ دیتی ہے اور دوسری دنیا میں چلی جاتی ہے۔ وہاں بھی روح کو ایک جسم دیا جاتا ہے جو کہ ہمارے اس جسم سے مختلف ہوتا ہے جس کو جزاء سزا ملتی ہے۔ اگر تو آپ کا سوال یہ ہے کہ آیا روح دماغ میں ہوتی ہے تو یہ سوال ہی غلط ہے۔ روح تو پورے جسم میں ہوتی ہے۔

اس پر بچی نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ روح ایک روشنی ہوتی ہے جو کہ آپ کے اندر پروان چڑھتی ہے۔ اور روشنی کی طرح کوئی مادی چیز ہوتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا کہ روشنی بھی اس طرح مادی چیز نہیں ہے۔ آپ روشنی کو نہیں دیکھ سکتیں مگر روشنی کے منبع کو دیکھ سکتی ہیں۔ تو جس طرح آپ سوچ رہی ہیں اس طرح روح کوئی مادی چیز نہیں ہے۔

پھر اس لڑکی نے دوبارہ کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ روح دماغ سے زیادہ دل میں ہوتی ہے۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ روح پورے جسم میں ہوتی ہے۔ جب تک آپ کا دل دھڑک رہا ہے آپ میں روح موجود ہے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ کا دماغ مکمل طور پر مفلوج ہو چکا ہوتا ہے اور آپ قومہ میں چلے جاتے ہیں لیکن دل پھر بھی دھڑک رہا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ روح جسم کے اندر موجود ہے نہ کہ صرف دماغ میں۔ پس صرف دماغ اور روح کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ جسم اور روح کا آپس میں تعلق ہے۔

بچی نے دوبارہ اس شخص کی مثال کا حوالہ دیتے ہوئے حضور انور سے سوال کیا کہ جس شخص کے دماغ کی خرابی کی وجہ سے اس کی حرکات بدل گئی تھیں تو کیا اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی روح کی حالت بھی خراب ہوگئی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کی اور بات ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کو میڈیکل پرابلم ہے۔ اس کے دماغ کا ایک حصہ متاثر ہوا ہے اسلئے وہ ایک نارمل انسان کی طرح نہیں رہا۔ وہ لوگ بھی تو ہیں جو معذور ہوتے ہیں اور دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ایک عام انسان کی طرح حرکات نہیں کرتے۔ لیکن ویسے کوئی بُرائی نہیں ہوتی۔ پس اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ ان کی روح بھی دماغ کی طرح متاثر ہے۔ اور بعض جسمانی طور پر معذور ہوتے ہیں مگر نیک اور متقی ہوتے ہیں۔

☆ اس پر ایک نوجوان نومبائع نے مزید سوال کیا کہ کیا ہم دماغ کو 'نفس' اور دل کو 'روح' کہہ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دماغ کو نفس نہیں کہہ سکتے۔ 'نفس' بھی دل کا ایک حصہ ہے۔ نفس تو اس چیز یا خیال کو کہتے ہیں جو آپ کے دل یا دماغ میں پیدا ہوتا ہے اور آپ کو اچھا یا بُرا کرنے پر آمادہ کرتا ہے یا آپ کو حکم دیتا ہے۔ انگریزی میں نفس کو inner self کہا جا سکتا ہے۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں جو سوال تمہارے ذہن میں تھا اس کا جواب مل گیا ہے یا تم کچھ اور چاہتی تھی؟ تو اس نے کہا کہ میری تسلی ہوگئی ہے۔

☆ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ چونکہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے اب آخری سوال ہے۔

☆ ایک دوست نے سوال کیا کہ اسلام میں یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ رکھنے کا کہا گیا ہے۔ اس صورت میں ہم ان سے کس طرح بات کریں؟ کیا ہم صرف مسلمانوں سے ہی دوستی کریں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دوستی کا مطلب ہے جب ایسا معاملہ آجائے کہ آپ نے دو میں سے کسی ایک کو پسند کرنا ہو۔ ایسے لوگ جو ہر وقت آپ کو کہتے رہیں کہ اپنے مذہب کو بُرا بھلا کہو، اپنے مذہب کو گالیاں دو، اپنے مذہب کے رہنما کو گالیاں دو تو پھر آپ کو چاہئے کہ ان کے ساتھ وقت نہ گزاریں کیونکہ اس طرح اُن کا بُرا اثر آپ پر ہو سکتا ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کے پاس بھی نہ جائیں۔ اگر ایک شخص جو کہ مومن ہے اور متقی ہے تو بہتر ہے کہ آپ اُس سے رہنمائی حاصل کریں نہ کہ کسی ایسے شخص سے جس کا خدا پر ایمان ہی نہیں ہے۔ ایسے بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ خدا کو مانتے تو ہیں مگر خدا پر یقین نہیں ہوتا، خدا کے ساتھ وفادار نہیں ہوتے۔ تو بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن ان کے اعمال مسلمانوں جیسے نہیں ہوتے۔ وہ پانچ وقت کی فرض نماز بھی ادا نہیں کرتے۔ تو آپ کو مومن اور مومن کے درمیان اور مومن اور کافر کے درمیان بھی فرق کرنا پڑے گا۔ تو جب آپ کسی کے ساتھ دوستی کرنا چاہیں یا قریبی تعلق رکھنا چاہیں تو ان لوگوں کے پاس جائیں جن کا ایمان پختہ ہو۔ باقی تبلیغ تو تعلق پیدا کئے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ شرفاء سے دوستی کریں اور انہیں پیغام پہنچائیں۔

یہ پروگرام دو بجکر پچیس منٹ پر اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس کے بعد حضور انور نے نماز ِظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب بیعت

نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی۔ جس میں ایک مرد اور ایک خاتون نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر تمام نومبائعین اور دیگر حاضرین نے بھی دستی بیعت کی توفیق پائی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس بیت الرشید تشریف لے آئے۔

واقفین نو بچوں کے ساتھ کلاس

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا پانچ بجے ''بیت الرشید'' کے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں واقف نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ اس کلاس میں بارہ سال سے زائد عمر کے واقفین نو

بچے شامل تھے اوران کی تعداد 69 تھی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جوعزیزم عطاء الکریم نے پیش کی اور بعدازاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعدعزیزم رشیق احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی۔

بعدازاں عزیزم حنّان احمد باجوہ نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

مسیح وقت اب دنیا میں آیا　　　خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا

ترنّم اورخوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہت اچھی نظم پڑھی ہے، جرمنی میں اچھی آوازیں پیدا ہونی شروع ہوگئی ہیں۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون کون سے ہیں جن کا جامعہ میں جانے کا ارادہ ہے، ڈاکٹر بننے کا ارادہ ہے، کتنے میڈیکل کالج میں پڑھ رہے ہیں۔ کتنے کا انجینئرز بننے کا ارادہ ہے؟ طلباء نے باری باری ہاتھ کھڑے کئے تو اس پر حضورانور نے فرمایا کہ جامعہ جانے والے تو تین چار ہیں اور ڈاکٹر بننے والے بھی تین چار ہیں۔ اسی طرح انجینئرز بننے والے بھی تین چار ہیں اور ٹیچرز دو ہیں۔ ایک بچے نے بتایا کہ Law میں جانے کا ارادہ ہے۔

ایک بچے کی عمر 14 سال تھی۔ حضورانور نے اس کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ پندرہ سال کی عمر ہونے کے بعد پھر اپنے وقف کی تجدید کرنی ہوگی۔ بتانا ہوگا کہ وقف میں رہنا چاہتا ہوں یا نہیں رہنا چاہتا۔ حضورانور نے پندرہ سال سے اوپر کے بچوں سے دریافت فرمایا تو سب نے بتایا کہ ہم نے یہ لکھ کردے دیا ہوا ہے کہ ہم وقف میں رہنا چاہتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ آپ میں سے جو طلباء جامعہ احمدیہ میں نہیں جارہے ان کو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد یہ لکھ کر دینا پڑے گا کہ ہم نے اپنی پڑھائی مکمل کرلی ہے، اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ تو جماعت آپ کے بارہ میں فیصلہ کرے گی کہ کوئی خدمت، کوئی کام آپ کے سپرد کرنا ہے یا کہے گی کہ دو چار سال اپنا کام کرلو یا مزید تعلیم حاصل کرو، جماعت کو جب بھی ضرورت ہوگی تو آپ کو لے لیا جائے گا۔ اس لئے ہمیشہ آپ کے ذہن میں یہ ہونا چاہئے کہ آپ آزاد نہیں ہیں۔ وقف کا مطلب یہ ہے کہ اپنی پڑھائی ختم کرکے اپنے آپ کو جماعت کے لئے پیش کردیا۔ آگے جماعت جہاں چاہے کام لے، جرمنی میں لے، یورپ میں لے، افریقہ میں بھجوادے یا ساؤتھ امریکہ کے ممالک میں بھیج دے۔ جو انجینئرز بن رہے ہیں ان کو ساؤتھ امریکہ کے ممالک میں بھجوادے کہ جاؤ وہاں اور مسجدیں بناؤ۔ اسی طرح جزائر ممالک ہیں۔ وہاں پر اس وقت احمدی کم ہیں۔ وہاں بھی سکول، ہسپتال کھلنے ہیں۔ وہاں ڈاکٹرز کو بھجوایا جاسکتا ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ نمازوں میں آپ کو باقاعدہ ہونا چاہئے۔ تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ روزانہ تلاوت کرنی چاہئے۔

حضورانور نے فرمایا: پڑھائی کی طرف بہت توجہ دیں تا کہ کسی اچھے اور مفید پروفیشن میں جاسکیں۔

حضورانور نے فرمایا: بازاروں میں سڑکوں پر چلتے ہوئے آپ میں اور دوسرے لڑکوں میں فرق ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ دوسرے لڑکوں کی طرح ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالی ہوئی ہیں اور چلتے چلے جارہے ہیں۔ یہاں ان ملکوں میں تو شاید بُرا نہ لگے لیکن اسلامی معاشرے میں ان حرکتوں کو پسند نہیں کیا جاتا۔

حضورانور نے فرمایا کہ ہمارے اندر قربانی کی روح ہونی چاہئے۔ یہ نہیں سوچنا کہ حق لینے ہیں بلکہ یہ سوچنا ہے کہ دوسروں کو اُن کے حق دینے ہیں۔ آپ میں یہ روح ہوگی تو آپ کامیاب واقف نو ہوسکتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ہم نے محض وقف نو کی تعداد نہیں بڑھانی بلکہ جو اصل اعلیٰ معیار ہے اس کو لینا ہے۔

ایک طالبعلم کو حضورانور نے فرمایا: اگر بیالوجی میں دلچسپی ہے اور اچھے گریڈ آتے ہیں تو پھر میڈیسن کرو۔

حضورانور نے فرمایا کہ جن کو فزکس، کیمسٹری یا سائنس کے مضامین میں دلچسپی ہے وہ آگے پڑھیں اور Ph.D. کریں اور ریسرچ میں جائیں۔

ایک طالبعلم نے عرض کی کہ ڈپلومیٹک سروس میں جانا ہے۔ اس پر حضورانور نے فرمایا کہ جماعت نے تو کوئی ڈپلومیٹک سروس نہیں بنانی۔ لکھ کردو کہ یہ شوق ہے پھر جماعت آپ کو بتائے گی کہ کیا کرنا ہے۔ فیصلہ کرلو کہ وقف نو رہنا ہے یا نہیں؟ اگر رہنا ہے تو پھر ڈپلومیٹک سروس کیوں؟ لکھ کردو کہ یہ میرا ارادہ ہے، مجھے یہ دلچسپی ہے۔

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ عاجزی، انکساری کیسے پیدا ہوسکتی ہے؟ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے اندر خدا کا خوف پیدا کرو۔ اپنے دل میں فیصلہ کرو کہ مَیں نے عاجز بننا ہے۔ ’’بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں‘‘۔ خود اپنی کوشش سے عاجزی پیدا ہوسکتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ کوئی کام کرلو تو یہ خواہش ہو کہ لوگ میری تعریف کریں، تو اس سے تکبّر پیدا ہوتا ہے۔ پس اپنے لئے دعا کرو اور پانچوں نمازیں پڑھا کرو، اپنی تعریف کروانے کی عادت اور اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی عادت سے بچو، باقی عاجزی کے حصول کے لئے کوشش کرو۔ عاجزی کوشش سے پیدا ہوتی ہے۔

اس سوال کے جواب پر کہ نوجوانی میں کس طرح خدا سے محبت پیدا کریں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی نمازوں میں خدا تعالیٰ سے مدد مانگو کہ خدا تعالیٰ اپنی محبت پیدا کردے۔ حضورانور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔ کہ اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

حضورانور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا تو محبت بھی ہوگی۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم میری راہ میں ایک قدم آگے بڑھاتے ہو تو مَیں دو قدم آگے بڑھاتا ہوں اور جب میری طرف کوئی چل کر آتا ہے تو مَیں اُس کی طرف دوڑے ہوئے جاتا ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر دنیا کی خواہشات بڑھ جائیں، T.V. ڈراموں اور انٹرنیٹ پر اتنے مگن ہوں کہ نمازوں میں تاخیر ہوجائے تو پھر خدا کی محبت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس محبت کے حصول کے لئے اپنی خواہشات کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا: پروگراموں میں، کلاسز میں ترانے پڑھے جاتے ہیں۔ ان ترانوں کے الفاظ پر غور بھی کیا کرو اور اس پر عمل بھی کیا کرو۔

نماز میں لذّت کے حصول کے بارہ میں ایک سوال پر حضورانور نے فرمایا کہ لذّت حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ نماز کے الفاظ پر غور کرو۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پڑھو تو بار بار سوچو، اس پر غور کرو اور اپنے اندر ایک درد پیدا کرو اور اپنے اوپر ایک رونے والی کیفیت بھی پیدا کرو۔ اس کا اثر دل پر بھی ہوتا ہے۔ پس دعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو۔ نماز کا ہر لفظ سمجھ سمجھ کر پڑھو تو پھر توجہ پیدا ہوتی ہے۔

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ عربی پڑھ رہا ہوں۔ مزید عربی کے حصول کے لئے کسی عرب ملک میں جاؤں؟ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سیریا کے حالات تو آجکل خراب ہیں۔ مصر کے بہتر ہورہے ہیں۔ اگر مصر کے حالات بہتر ہوگئے تو وہاں جاسکتے ہو۔ اچھی عربی زبان سیکھنے کے لئے سیریا اور مصر ہی ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ اس سال حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کا دوسرا دورہ فرمایا ہے تو کیا جرمنی حضورانور کو بہت پسند ہے؟ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جرمنی کی اہمیت یہ ہے کہ یہاں کی جماعت بڑی Active ہے۔ اس دفعہ ویسے میرے دل میں آیا کہ جرمنی جایا جائے۔ ناروے کی مسجد کا افتتاح بھی ہونا ہے تو جرمنی سے آگے ناروے By Air چلے جائیں گے۔ حضورانور نے فرمایا: جرمنی کی اچھی Active جماعت ہے تو جو Active جماعتیں ہوں ان میں جانے کو دل چاہتا ہے۔ اس لئے آپ ہمیشہ Active ہی رہیں۔ ہمبرگ میں بھی واقفین نو کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ میری اہلیہ سے کسی نے پوچھا کہ جرمنی آپ کا دوسرا گھر ہے۔ یہاں آپ بہت زیادہ آتے ہیں۔ اہلیہ نے کہا تیسرا ہے۔ سیکنڈ ہوم تو غانا ہے۔

حضورانور نے فرمایا: اب جنہوں نے ترانہ پڑھنا ہے وہ پڑھ لیں چنانچہ تین بچوں نے ترانہ پیش کیا جس کا پہلا بند درج ذیل ہے:

جرمن کی سرزمین ، تُو کر شکر صد ہزار　　　ملتا خلافتوں کا تجھے بار بار پیار
اپنے جِلو میں لشکر برکت لئے جرّار　　　اترا ہے آسماں کا یہاں اک حسیں اوتار
آیا ہے ہم میں پھر سے ہمارا یہ شہر یار　　　لگ جائے اس کو عمر ہماری یہ کردگار
ہم ہیں خدائی فوج کے ادنیٰ سے شہسوار　　　لیکن خدا کا شیر ہمارا سپہ سالار
تجدید عہد کرتے ہیں راہ خدا میں ہم　　　قربان جان و مال کریں گے ہزار بار

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گھر کا ذکر ہورہا تھا۔ پہلا گھر تو پاکستان ہی ہے۔ لندن اس لئے ہے کہ وہاں اب خلافت احمدیہ کو ستائیسواں سال شروع ہے اور وہاں والنٹیئرز بڑی محنت اور تندہی سے اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے ہیں۔ عمومی والے گزشتہ ستائیس سال سے ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور تھکے نہیں اور بہت قربانیاں کررہے ہیں اس لئے اُن کا نمبر پہلا ہی ہے۔ جرمنی آؤں تو ہوسکتا ہے کہ یہاں کے خدام بھی لمبی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ لیکن دعا کریں کہ لندن سے کہیں جانا ہو تو پھر پاکستان ہی جائیں۔

واقف نو بچوں کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس چھ بجے تک جاری رہی۔

واقفات نو بچیوں کے ساتھ کلاس

اس کے بعد واقفات نو بچیوں کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا۔ بعدازاں عزیزہ صباح النور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی۔

اس کے بعد عزیزہ انیقہ شاکر نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ　　　اہل شیطاں نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ

خوش الحانی سے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ درّشہوار نے عیب چینی کے موضوع پر تقریر کی۔

حضورانور نے فرمایا: بچیوں کی تیاری بچوں کی نسبت کچھ بہتر ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ کئی واقفات نو بچیوں کا ارادہ میڈیسن پڑھنے کا ہے۔ حضورانور نے بچیوں سے فرمایا کہ میڈیسن پڑھ کر خود کو جماعت کو پیش کروگی۔ پھر باہر بھیجنا پڑے گا افریقہ یا ربوہ یا قادیان۔ تیار ہو جانے کے لئے؟ ایسا نہ ہو کہ اس خوف سے میڈیسن پڑھنا ہی چھوڑ دو۔

حضورانور نے فرمایا: ٹیچنگ میں کسی کو دلچسپی ہے؟ سائنس، جرنلزم میں کس کو ہے؟ زبانوں میں کس کو ہے؟ بہرحال جس مضمون میں بھی دلچسپی ہے پڑھائی کرو، توجہ سے کرو، محنت کرو اور اپنی پڑھائی مکمل ہونے پر اپنے آپ کو پیش کرو۔

حضورانور نے فرمایا: واقفات نو کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے مختلف رکھنا ہے اور ہر پہلو سے بہتر رکھنا ہے۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، بول چال، حلیہ، پردہ دوسروں سے بہت بہتر اور مختلف ہونا چاہئے۔ آپ نمازیں پڑھنے والی ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ہوں اور آپ کا ایسا اعلیٰ معیار ہو کہ آپ دوسری لڑکیوں کے لئے نمونہ بنیں اور بڑی عورتیں بھی آپ سے نمونہ لیں۔ آپ نے سب کے لئے نمونہ بننا ہے۔ جن کا پردہ کا معیار اور تربیتی معیار ٹھیک نہیں ہے۔ اُن کو اپنا نمونہ دکھاتے ہوئے بتائیں کہ یہ نمونے ہیں جو ہم نے قائم کرنے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: آپ یہ نہ سوچیں کہ بڑی عورتیں کیا کرتی ہیں، چغلیاں کرتی ہیں۔ باتیں کرتی ہیں۔ آپ قرآن کریم کی تعلیم پر چلیں۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اُس پر چلیں اور عمل کریں۔ اگر واقفاتِ نو ارادہ کرلیں کہ ہم نے اپنی اصلاح کے ساتھ اپنے ماحول کی اصلاح کرنی ہے اور نمونے قائم کرنے ہیں تو بہت سی کمزوریاں دُور ہوجائیں گی۔ اس لئے ابھی سے اپنے آپ کو استاد سمجھیں اور یہ ذہن میں رکھیں کہ آپ نے سب کا علاج کرنا ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ نمونہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو دین کا علم ہو، نمازوں کی طرف توجہ ہو اور روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ہوں، حجاب اور سکارف اور باقاعدہ باپردہ ہوں۔ اگر حجاب لیا ہے اور منہ ننگا ہے تو پھر میک اَپ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر میک اَپ کیا ہوا ہے تو پھر منہ ڈھانکنا پڑے گا۔ تو یہ ساری باتیں ہمیشہ یاد رکھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دعاؤں کی طرف توجہ دیں، دعائیں کریں۔ دعا سے ساری تکلیف دہ باتیں ٹل سکتی ہیں اور ہو بھی سکتی ہیں۔ احمدیت نے قائم رہنا ہے۔ جماعت احمدیہ آہستہ آہستہ بڑھتی جائے گی اور یہی غلبہ ہوتا ہے۔ دشمن برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نئے ملک دے دیتا ہے۔ لاکھوں میں بیعتیں دے دیتا ہے۔ غلبہ یہ نہیں

کہ حکومت ہمارے ہاتھ میں آئے، نہ ہی یہ ہماری غرض ہے اور نہ ہی یہ ہمارا مقصد ہے۔

حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر عذاب ٹل سکتے ہیں تو احمدیت کی دعا سے ٹل سکتے ہیں۔ جنگ عظیم عذاب ہی ہے۔ دعا سے ٹل سکتا ہے بشرطیکہ دنیا بھی اس جنگ سے بچنے کی کوشش کرے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جو خبیث فطرت مولوی لوگ ہیں وہ احمدیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ فتنوں میں ملوّث ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ ایک دفعہ ختم کر سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کو ختم کر کے دوسروں کو بچالے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: مَیں نے زراعت پڑھی ہوئی ہے اس لئے ایک فارمر، ایک کسان کی حیثیت سے کام کیا ہوا ہے۔ غانا میں ناردرن ریجن میں پانی، زمین اور موسم دیکھا کہ یہاں کا موسم نائیجیریا جیسا ہے اور اگر نائیجیریا میں گندم ہوسکتی ہے تو یہاں غانا میں کیوں نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ نائیجیریا سے گندم کا بیج حاصل کیا اور غانا میں لگایا تو پہلے سال گندم اچھی ہوگئی۔ دوسرے سال بھی بہت اچھی ہوگئی۔ مَیں وہاں گندم کا آٹا کھاتا رہا ہوں۔ لیکن اس کے بعد وہاں کی حکومتی انتظامیہ نے اس کام کو آگے چلایا نہیں لیکن یہ ثابت ہوگیا کہ گندم اُگ سکتی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: پردہ نہ افغانیوں کے لئے ہے اور نہ ایرانیوں کے لئے۔ پردہ قرآن کریم کا حکم ہے اور ہر مسلمان کے لئے ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہم احمدی ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے آنے کی بعض نشانیاں بتائی تھیں جن میں ایک یہ بھی تھی کہ اس زمانے میں نئی سواریاں ایجاد ہوں گی۔ چنانچہ اب اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کی بجائے جہاز، ٹرین اور کاروں، بسوں پر سفر ہوتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج اور چاند گرہن کی نشانی بتائی چنانچہ یہ گرہن اپنے وقت پر لگا۔ ہم نے مان لیا۔ ہم تو خدا تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ ایرانی، افغانی جو کہتے ہیں کہنے دو۔ ہمیں یہ علم ہے کہ مسیح موعودؑ نے آکر بتایا کہ اصل اسلام یہ ہے اور مجھے ماننے والے اس اصل تعلیم پر چلنے کی کوشش کریں۔

ایک بچی نے سوال کیا کہ Face Book کے بارہ میں حضور نے فرمایا تھا کہ یہ اچھی نہیں ہے۔ اس سے منع کیا تھا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو نہ چھوڑو گے تو گنہگار بن جاؤ گے۔ بلکہ مَیں نے بتایا کہ اس کے نقصان زیادہ ہیں اور فائدہ بہت کم ہے۔ آجکل جن کے پاس Face Book ہے وہاں لڑکے اور لڑکیاں ایسی جگہ پر چلے جاتے ہیں جہاں برائیاں پھیلنی شروع ہوجاتی ہیں۔ لڑکے تعلق بناتے ہیں۔ بعض جگہ لڑکیاں Trap ہوجاتی ہیں اور Face Book پر اپنی بے پردہ تصاویر ڈال دیتی ہیں۔ گھر میں، عام ماحول میں، آپ نے اپنی سہیلی کو تصویر بھیجی، اُس نے آگے اپنی فیس بُک پر ڈال دی اور پھر پھیلتے پھیلتے ہمبرگ سے نکل کر نیویارک (امریکہ) اور آسٹریلیا پہنچی ہوتی ہے اور پھر وہاں سے رابطے شروع ہوجاتے ہیں۔ اور پھر گروپس بنتے ہیں مردوں کے، عورتوں کے اور تصویروں کو بگاڑ کر آگے بلیک میل کرتے ہیں۔ اس طرح برائیاں زیادہ پھیلتی ہیں۔ اس لئے یہی بہتر ہے کہ برائیوں میں جایا ہی نہ جائے۔

حضور انور نے فرمایا: میرا کام نصیحت کرنا ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ نصیحت کرتے چلے جاؤ۔ جو نہیں مانتے ان کا گناہ اُن کے سر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر Face Book پر تبلیغ کرنی ہے تو پھر اس پر جائیں اور تبلیغ کریں۔ Alislam ویب سائٹ پر یہ موجود ہے وہاں تبلیغ کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: لڑکیاں جلد بے وقوف بن جاتی ہیں۔ جو کوئی تمہاری تعریف کردے تو تم کہو گی کہ تم سے اچھا کوئی نہیں۔ اگر ماں باپ نصیحت کریں تو تم کہو گی کہ ہم تو جرمنی میں پڑھی ہوئی ہیں اور آپ لوگ کسی گاؤں سے اٹھ کر آگئے ہو۔

حضور انور نے فرمایا: ’’اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ المؤمنِ‘‘ یعنی ہر اچھی بات جہاں سے بھی اور جس جگہ سے بھی ملے لے لیں۔ ان لوگوں کی سب ایجادیں اچھی نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو بات نہیں مانتیں وہ پھر روتے روتے مجھے خط لکھتی ہیں کہ غلطی ہوگئی ہے کہ ہمیں فلاں جگہ Trap کرلیا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جس شخص نے یہ Face Book بنائی ہے اُس نے خود کہا کہ مَیں نے اس لئے بنائی ہے کہ ہر شخص کو ننگا کر کے دنیا کے سامنے پیش کروں۔ کیا احمدی لڑکی ننگا ہونا چاہے گی۔ جو نہیں مانتے نہ مانیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک سوال کے جواب میں غانا میں اپنے قیام کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں واقف زندگی تھا اور غانا میں دو سال ایک ایسے گاؤں میں رہا ہوں جس میں سارے افریقن ہی تھے اور کوئی افریقن احمدی نہ تھا۔ ایک افریقن لڑکے کو وہاں لا کے رکھا اور سکول میں داخل کروایا۔ یہاں قیام کے دوران بعض سختیاں برداشت کرنی پڑیں۔ خود ہی کھانا پکانا پڑتا تھا۔ ایک مربی صاحب جو 70 میل دُور رہتے تھے، اُن سے روٹی پکانی سیکھی تھی۔ Sardine (مچھلی) کا ٹن کھول کر کھانا کھالیا کرتے تھے۔ مَیں جس جگہ تھا وہاں بجلی نہیں تھی۔ میرے پاس ایک لیمپ تھا۔ رات کو جلالیا کرتا تھا۔ نہ TV تھا اور نہ کوئی اَور سہولت۔ رات کو ریڈیو سے خبریں سن لیں اور سو گئے۔ ہمارے قریب کیتھولک مشن تھا۔ وہاں TV، کاریں، جنریٹر اور سب کچھ تھا۔ ایک واقف زندگی کو پتہ ہونا چاہئے کہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔

سال 2004ء میں جب مَیں دوبارہ غانا گیا ہوں تو اس جگہ بھی اپنے پرانے گھر میں گیا تھا۔ دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ اس کے بعد ایک اور جگہ آگیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: واقف زندگی کو خوراک کی تنگیاں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بیوی کو بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تم واقف زندگی سے بیاہی جاؤ اور پھر یہ تنگیاں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں تو شور نہیں ڈالنا۔ خدا تعالیٰ نے کبھی تنگی میں نہیں رکھا۔ کوئی چیز ختم ہو تو اس کا خود انتظام ہوجاتا ہے۔ اس کا اللہ تعالیٰ انتظام کرتا ہے۔

تبلیغ کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ کے لئے راستے آپ کو تلاش کرنے پڑیں گے۔ تبلیغ کے لئے خود مواقع پیدا کرو۔ اگر آپ پڑھائی میں ہوشیار ہیں۔ آپ کا حلیہ، رویّہ، کردار اچھا ہے۔ سکارف ٹھیک ہے اور پردہ ہے۔ دوستیاں بڑھانے کی طرف توجہ نہیں ہے تو دوسری لڑکیاں آپ کی طرف متوجہ ہوں گی اور پوچھیں گی کہ کون ہو۔ تو تم بتاؤ کہ مَیں احمدی ہوں۔ پھر بتاؤ کہ امام مہدیؑ کو مانا ہے۔ اس طرح بات آگے بڑھے گی اور تبلیغ کا راستہ کھلے گا۔

اس سوال کے جواب پر کہ حضور انور کو ہمبرگ کیسا لگا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ مرتبہ جب ہمبرگ آیا تھا تو پارلیمنٹ ہاؤس گیا تھا۔ راستہ اچھا تھا۔ رش زیادہ تھا اس لئے لیٹ ہوگیا تھا۔ آج مسجد فضل عمر گیا ہوں۔ بس اتنا ہمبرگ دیکھا ہے۔ اچھا ہے۔

شادی کی عمر کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ شادی کی عمر میں تو کوئی شرط نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت خدیجہؓ سے شادی کی تو حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھیں۔ پھر آپؐ نے اپنے سے بیس سال چھوٹی عمر سے بھی شادی کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ عمروں کا اتنا لحاظ نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ سوچیں ملنی چاہئیں۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک کا دماغ Mature نہیں ہے تو پھر لڑائیاں اور فتنے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ نسلوں کو بچانے کے لئے قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: گلگت کے علاقے میں اسماعیلیوں کی کافی تعداد ہے۔ انہوں نے وہاں سکول بھی کھولے ہیں۔ وہاں لڑکے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ وہاں ایم۔ اے پاس لڑکیوں نے میٹرک پاس لڑکوں سے شادیاں کی ہیں اور اس کی غرض یہ بتاتے ہیں تاکہ ہماری اسماعیلی فرقہ کی اگلی نسل محفوظ ہوجائے اور اسماعیلی فرقہ قائم رہے۔ پس اگر اسماعیلی فرقہ اتنی قربانی کرسکتا ہے جب کہ اسلام اُن میں نام کا نہیں ہے تو ایک احمدی لڑکی کو بھی اپنی نسل بچانے کے لئے قربانی کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں سوچیں ملتی ہیں اور کفو ملتے ہیں تو وہاں عمر کا فرق کوئی بات نہیں ہے۔ لڑکیاں ویسے بھی جلد سمجھدار (Mature) ہوجاتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ویک اینڈ میں (یعنی ہفتہ اتوار جو چھٹی کا دن ہوتا ہے) کھانا پکانا سیکھو۔ اگر پڑھائی کررہی ہو اور شادی جلد ہوجاتی ہے تو شادی سے قبل پڑھائی کے لئے شرط رکھو کہ شادی کے بعد پڑھائی جاری رکھنی ہے اور تعلیم مکمل کرنی ہے۔ باقاعدہ خاوند سے طے کرو اور تحریر کرو۔ دوسرے اگر پڑھائی کے ساتھ ساتھ گھر کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں تو مختلف وقتوں میں کورس آفر ہوتے ہیں۔ لوگ اپنی سہولت کے مطابق کورس لے لیتے ہیں۔ اس طرح خاوند اور بچوں کے حق بھی ادا کرسکتی ہو۔ ویک اینڈ پر محنت کرو اور اس دوران کھانا پکانا بھی سیکھو تاکہ جب آزاد ہو، اپنا علیحدہ گھر ہو تو اپنے گھر کو بھی سنبھال سکو۔ ضروری نہیں کہ سسرال کے ساتھ ہی رہنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پرانے زمانہ میں چودہ پندرہ سال کی لڑکیوں کی شادیاں ہوجاتی تھیں۔ لڑکیوں سے غلطی ہوتی تھی لیکن وہ جلدی سنبھل جاتی تھیں اور پھر سارا گھر سنبھالتی تھیں۔ سب کام کرتی تھیں۔

حضرت اماں جانؓ کی شادی بھی چھوٹی عمر میں ہوئی تھی۔ آپ نے سارا گھر سنبھالا، سب کچھ سیکھا اور پھر دوسروں کو سکھایا۔ عورتوں کی تربیت کی۔ ارادہ ہو تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔

لڑکیوں کے بارہ میں دوسرے شہر میں جاکر تعلیم حاصل کرنے کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر ماں باپ اجازت دیں تو پھر سوچا جاسکتا ہے کہ جہاں جانا ہے وہاں کس کے پاس رہنا ہے۔ لڑکیوں کا علیحدہ ہوسٹل ہونا چاہئے۔ اگر علیحدہ ہے تو ٹھیک ہے۔ پھر وہاں پڑھتے ہوئے اپنے تقدّس کا، پاکیزگی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ربوہ کی لڑکیاں جب باہر پڑھنے جاتی تھیں تو ہر لڑکی نظارت تعلیم کے ذریعہ مجھ سے اجازت لیتی تھی۔ Co-education کی صورت میں بھی مجھ سے اجازت حاصل کرتی ہیں۔ پھر لکھ کر دیتی ہیں کہ پردے میں رہ کر پڑھائی کریں گی۔

حضور انور نے فرمایا: اگر والدین کو تسلّی نہیں ہے تو پھر بہتر ہے کہ اپنے علاقہ میں رہو اور یہیں پڑھائی کرو۔

ایک بچی نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ ’’اے زمین کابل تُو امن میں نہیں رہو گی‘‘۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ الہام نہیں تھا بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا اور اب تک وہاں امن نہیں ہے۔ اب یہی حال پاکستان میں ہے۔ وہاں ملّاں کا قبضہ ہے۔ خدا تعالیٰ شہیدوں کے خون کا بدلہ لیتا رہے گا۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب جماعت دنیا میں پھیل جائے گی۔ احمدیوں کی تعداد کثرت سے ہوگی۔ حکومت احمدی ہو، پولیٹیشن احمدی ہوں تو اُس وقت خواتین شوریٰ میں تو اپنی رائے دے سکتی ہیں لیکن سیاست میں آکر، مردوں کے ساتھ کھڑے ہوکر جلسے کرنا اور جلوس نکالنا، اس بارہ میں اُس وقت خلیفۂ وقت ہی فیصلہ کرے گا کہ کیا کرنا ہے!۔ حضور انور نے فرمایا: پہلے کسی ملک کو احمدی بنالو، پھر فیصلہ کروالو۔

ایک بچی نے سوال کیا کہ بعض عورتیں بڑا قیمتی لباس پہنتی ہیں اور زیور بھی بہت زیادہ بنواتی ہیں اور پہنتی ہیں، تو کیا یہ ٹھیک ہے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر ایسی خواتین کا عبادت کا معیار اچھا ہے، مالی قربانی کا معیار بہتر ہے تو پھر اچھے قیمتی کپڑے پہن لینے اور زیور پہن لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نہ کوئی عبادت کا معیار ہے اور نہ مالی قربانی ہے تو پھر یہ غلط بات ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ فرینکفرٹ میں امیر خواتین بھی ہیں۔ چندے بھی دیتی ہیں۔ مالی قربانی کرتی ہیں اور آکر اپنا سارے کا سارا زیور بھی دے جاتی ہیں تو ایسی عورتیں اگر زیور بنالیتی ہیں اور پہن لیتی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے، کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام بھی بڑا اعلیٰ لباس پہنا کرتے تھے۔ بعض بڑے بزرگ بھی بڑا قیمتی لباس پہنا کرتے تھے۔ لیکن ان کے تقویٰ، عاجزی، انکساری اور بزرگی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ قربانیاں کرنے والے لوگ تھے۔

ایک بچی کے سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر رشتہ ہوگیا ہے تو پھر چھوٹی چھوٹی باتیں برداشت کریں، مسائل برداشت کریں، مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی بڑا معاملہ ہے، کوئی شرعی مسئلہ ہے، غیر اخلاقی حرکات ہیں تو پھر علیحدگی ہوتی ہے تو ٹھیک ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بعض کو تو میں لندن میں بلاکر سمجھاتا رہتا ہوں۔ ابھی سفر پر آنے سے قبل ایک رشتہ جوڑ کر آیا ہوں۔ تین سال سے ان میں علیحدگی تھی۔ ان کا نکاح پڑھا کر آیا ہوں۔ پس اگر تو بڑی بڑی باتیں ہیں، غیر اخلاقی حرکتیں ہیں، دین اور مذہب کا سوال آجاتا ہے تو پھر وہاں رشتہ ضرور توڑ لینا چاہئے۔

واقفات نو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس سات بج کر 10 منٹ پر ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور اگلے پروگرام کے مطابق ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

فیملی ملاقاتیں

آج 21 فیملیز کے 113 افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ چھ افراد نے انفرادی طور پر ملاقات کا شرف پایا۔ ملاقات کرنے والوں میں ہمبرگ کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز کے علاوہ Husum, Buxtehude اور Vechta کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے بیت الرشید میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:
AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت سیدہ بیگم صاحبہؓ زوجہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6/اپریل 2009ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشدامن حضرت سیدہ بیگم صاحبہؓ زوجہ حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلویؓ کا ذکر خیر مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہؓ کے والد محترم میر عبدالکریم صاحب 1857ء میں ایک انگریزی رسالہ میں رسالدار تھے۔ ایام فسادات میں رخصت پر دہلی میں تھے کہ لڑائی شروع ہوگئی اور ایسے میں ہر مسلمان پر باغی ہونے کا شبہ کرتے ہوئے ہزارہا افراد کو بے گناہ پھانسی دیدی گئی۔ میر صاحب بھی ایسے ہی بے گناہ افراد میں شامل تھے۔اُن کے سزائے موت پانے کے بعد اُن کے آفیسر کمانڈر کی طرف سے اُن کی بریت کی شہادت بھی آ گئی لیکن اُن کی بیوی قادری بیگم صاحبہ بیوہ ہوگئیں۔ ان کی دو بیٹیاں تھیں ایک حضرت سیدہ بیگم صاحبہ اور دوسری معظّم بیگم۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی شادی حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ سے ہوئی۔آپ کے ہاں تیرہ بچے پیدا ہوئے لیکن اکثر بچپن میں ہی وفات پاگئے اور صرف تین بچوں نے عمر پائی یعنی حضرت امّاں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ۔

حضرت مصلح موعودؓ کی نانی ہونے کی وجہ سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ ’’نانی امّاں‘‘ کے لقب سے مشہور تھیں۔آپؓ نہایت نیک اور صالح خاتون تھیں۔ بہت صابرہ اور شاکرہ۔ اتنے بچوں کے صدمے نہایت حوصلہ سے برداشت کئے۔ حضرت میر صاحبؓ غرباء اور مساکین کی خبرگیری میں مصروف رہتے اور حضرت سیدہؓ اُن کے کام میں نہایت اخلاص کے ساتھ ہاتھ بٹاتیں۔ محترم شیخ عبداللطیف بٹالوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب بہت بیمار ہوگئے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اُس وقت محلّہ دارالضعفاء میں غرباء کے لئے مکانات تعمیر کروا رہے تھے۔ حضرت سیدہؓ نے اُنہیں پیغام بھیجا کہ بیٹا بیمار ہے اُس کے لئے دعا کریں۔ آپؓ نے جواباً فرمایا کہ غرباء کے مکانات کی تعمیر کے لئے مجھے روپیہ کی اشد ضرورت ہے اگر بچے کی صحت کے لئے دعا کروانی ہے تو اپنے سونے کے کڑے بھیج دو۔ یہ پیغام ملتے ہی حضرت سیدہؓ نے اپنے کڑے اتار کر آپؓ کو بھجوا دیئے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت امّاں جان کی بہت دلداری کرتے اور خیال رکھتے۔مگر ایک بار نانی امّاں کا کسی خادمہ نے کہنا نہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہوکر نانی امّاں حضرت امّاں جان سے ناراض ہوگئیں اور غصہ میں بولنے لگیں کہ یہ لڑکی آخر میری بیٹی تو ہے، ہاں میرے حضرت بیشک میرے سر کا تاج ہیں...... وغیرہ۔ اتنے میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت امّاں جان کو اپنے آگے آگے اس طرح لئے چلے آرہے ہیں کہ حضرت امّاں جانؓ کے دونوں شانوں پر آپؑ کے دست مبارک ہیں۔ حضرت امّاں جانؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حضورؑ نے اسی طرح اُنہیں آگے کرکے نانی امّاں کے قدموں میں جھکا دیا۔اس پر نانی امّاں نے حضرت امّاں جانؓ کو گلے لگالیا۔ اور حضورؑ یہ دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہؓ کی وفات 23/نومبر 1932ء کو قادیان میں ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے احاطہ خاص میں حضرت میر صاحبؓ کے پہلو میں دفن ہوئیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ والدہ صاحبہ کی شادی بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہوگئی تھی اور اس جوڑے میں دلی تعلق محبت تھا۔ ابتدائے عمر میں جب حضرت میر صاحبؓ ملازم نہ تھے تو والدہ صاحبہ کا ہزار ہا روپیہ کا زیور سب گھر کے خرچ میں کام آیا۔ 1912ء میں والدہ صاحبہ نے کئی دفعہ سونے کے کڑے پہننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مجھے کہیں سے معقول رقم دستیاب ہوئی تو مَیں نے اُن کی خواہش پوری کردی۔ لیکن اگلے سال مَیں قادیان گیا تو ہاتھ خالی تھے۔ پوچھا کڑے کہاں گئے تو فرمایاں کہ تمہارے ابّا کے حج پر خرچ ہوگئے۔

صحت کے لحاظ سے آپؓ کی حالت ایسی تھی کہ آخر عمر تک بغیر عینک کے باریک سے باریک کتاب پڑھ لیتی تھیں۔ حافظہ بہت اچھا تھا، دماغی طاقتیں سب بالکل صاف تھیں۔ بہت سخی تھیں۔ جس کے ساتھ رشتہ محبت جوڑا، اُسے آخر تک نبھایا۔ ایک لڑکی کو بچپن سے پال کر بڑا کیا اور اُس کا بیاہ کیا۔ وہ اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ آپؓ کے گھر میں ہی رہتی تھی۔ جب وہ بہت سے بچے چھوڑ کر مر گئی تو آپؓ نے فرمایا کہ اس مکان میں اس کا خاوند اور بچے رہا کریں، مَیں ان کو یہاں سے جانے نہ دوں گی۔ بہت تضرّع سے دعا کرتیں۔ درختوں کی پرورش بھی بہت شوق سے کرتیں۔

والدہ صاحبہ 1893ء میں ہجرت کرکے قادیان آئی تھیں۔ اس سے پہلے والد صاحب کئی بار اپنے ہمراہ لے کر آئے اور کبھی انہیں کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ بھی جاتے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت امّاں جانؓ کے لئے رشتہ کا پیغام بھجوایا تو انہوں نے حضرت میر صاحبؓ کو مشورہ دیا تھا کہ دیگر برادری کے لڑکوں کی نسبت تو غلام احمد ہی اچھا ہے۔ چنانچہ وہ نکاح ظہور میں آ گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اردو زبان کے متعلق والدہ صاحبہ کو مستند سمجھتے تھے۔ بعض دفعہ کسی اردو لفظ پر اٹک جاتے تو والد صاحب سے پوچھتے۔ اگر تسلّی نہ ہوتی تو والدہ صاحبہ سے پوچھتے اور فقرات بنواتے تاکہ معانی واضح ہوجائیں۔

محترم ملک رفیق احمد سعید صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 4/مارچ 2009ء میں محترم ملک رفیق احمد سعید صاحب سابق مربی سلسلہ تنزانیہ کا ذکر خیر مکرم مظفر احمد درانی صاحب مربی سلسلہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم ملک رفیق احمد سعید صاحب کو 1974ء میں تنزانیہ بھجوایا گیا جہاں آپ کا تقرر Songea کیا گیا۔ یہ علاقہ جماعتی مرکز دارالسلام سے گیارہ سو کلومیٹر دُور تھا اور یہاں جانے کے لئے ریل یا پختہ سڑک نہ تھی۔ کچی سڑک کے ذریعہ پبلک ٹرانسپورٹ پر آنا جانا ہوتا تھا۔ جب آپ کو تنزانیہ بھجوایا گیا تو آپ کو اُنہی دنوں اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا تھا لیکن آپ کسی عذر کے بغیر روانہ ہوگئے۔ چند سال بعد اہل خانہ کو بھی تنزانیہ بھجوادیا گیا اور پھر آپ قریباً چودہ سال وہاں تبلیغ میں مصروف رہے۔

جب آپ Songea پہنچے تو وہاں احمدیہ مسجد اور مربی ہاؤس نہ تھے۔ آپ نے ایک فیملی کے ساتھ ایک کمرہ میں رہائش اختیار کی اور دوسرے میں نمازیں شروع کروائیں۔ تربیت کا کام نہایت شوق سے کیا کرتے جس کا ذکر آج بھی وہاں کے عمر رسیدہ لوگ کرتے ہیں جو اُس زمانہ میں بچے تھے اور آپ کے تعلیم وتربیت کے انداز کو بہت پسند کرتے تھے۔ آپ نے مالی وسائل میں کمی کے باوجود نہایت شاندار مسجد اور مربی ہاؤس بھی تعمیر کروائے جو آج بھی جماعتی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ نہایت ناگفتہ بہ حالات کے باوجود دیہات کا دورہ کرتے اور خدا کے فضل سے کئی جماعتیں آپ کے دَور میں قائم ہوئیں۔ ان جماعتوں میں جانے کے لئے آپ ریت لانے والے ٹرکوں کے پیچھے بیٹھ کر سفر کیا کرتے تھے۔

آپ تنزانیہ کے دوسرے صوبوں میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ دارالسلام تنزانیہ کے انٹرنیشنل تجارتی میلہ Saba Saba میں بکسٹال اور نمائش کے اہتمام کی توفیق بھی پائی۔ پاکستان واپس آکر بھی مختلف حیثیتوں میں دینی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ مجھے سواحیلی زبان کی آپ نے ہی بنیادی تعلیم دی۔ اُن دنوں آپ نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے خلافت لائبریری ربوہ میں تحقیقی کام میں مصروف تھے۔ آپ کو نہ صرف سواحیلی زبان پر عبور حاصل تھا بلکہ دوسروں کو سکھانے کا ملکہ بھی عطا ہوا تھا۔

محترم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 و 17 جولائی 2009ء میں ڈینٹل سرجن مکرم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب شہید کا ذکر خیر اُن کی اہلیہ مکرمہ ن۔ حمید صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب شہید کے والد محترم رحمت اللہ صاحب اور والدہ مکرمہ عظیم بی بی صاحبہ دونوں ہی بہت نیک، تہجد گزار اور دعا گو تھے۔ ان کے ہاں پہلے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں تو لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ ان کے ہاں کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوگا۔ آپ کی والدہ یہ سن کر بہت بیمار ہوگئیں اور سات آٹھ سال کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ والد بھی دعاؤں میں مصروف رہے کہ ایک رات خواب میں اُن کی زبان پر دو آیات جاری ہوئیں جن میں آزمائش میں پورا اترنے والوں کے لئے خوشخبری کا ذکر ہے۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ناصر آباد سٹیٹ تشریف لائے تو محترم رحمت اللہ صاحب نے حاضر ہوکر بیٹے کے لئے دعا کی درخواست کی اور کہا کہ مَیں اپنے بیٹے کو وقف کردوں گا۔ حضورؓ نے فرمایا: رحمت اللہ صاحب! اب آپ کے ہاں بیٹے ہی پیدا ہوں گے۔ چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں سے نوازا۔ آپ کے منجھلے بیٹے مکرم سلام اللہ صاحب 1965ء کی جنگ میں شہید ہوئے۔

محترم حمید اللہ صاحب کو نمبر کم آنے پر میڈیکل میں داخلہ نہ ملا تو آپ نے سندھ میں ڈسپنسری کھول لی۔ وہاں ایک روز کوئی بزرگ مسافر سردیوں میں رات گزارنے کے لئے آئے دوسرے لوگوں کے پاس بھی گئے لیکن کسی نے نہ ٹھہرایا۔ آپ نے ٹھہرالیا۔ سردی بہت زیادہ تھی اور بستر بھی ایک ہی تھا۔ اُن کو کھانا کھلایا چائے پلائی اور اپنا بستر بھی انہیں دیدیا۔ وہ آرام سے رات بھر سوئے رہے لیکن آپ شدید سردی میں بستر نہ ہونے کی وجہ سے سو نہ سکے۔ اکثر ذکر کیا کرتے تھے کہ انہوں نے مجھے بہت دعائیں دیں اور شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا کہ پھر آپ نے B.D.S کی ڈگری لیاقت میڈیکل کالج جامشورو سندھ سے حاصل کی اور جلد ہی آپ ایک کامیاب ڈینٹل سرجن کے طور پر مشہور ہوگئے۔ دو جگہ سرجری کیا کرتے تھے۔ لیکن ارادہ دین کی خدمت کا ہی تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی وقف کردی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اُس وقت اسلام آباد میں مقیم تھے۔ حضورؒ نے آپ کو وہاں یاد فرمایا اور گیمبیا میں تقرری فرمائی۔ آپ نے اپنی فیملی (بیوی اور تین بچوں) اور کاروبار کی کچھ پرواہ نہ کی اور فوری طور پر 1981ء میں گیمبیا تشریف لے گئے۔ وہاں سے دیگر افریقی ممالک یعنی سیرالیون، نائیجیریا اور غانا میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ 1990ء میں واپس آکر کراچی میں اپنی سرجری شروع کرلی۔

افریقہ میں قیام کے دوران نہایت پیچیدہ کیسز بھی کامیابی سے کئے۔ جس دن کوئی بڑا آپریشن کرنا ہوتا تو ایک رات پہلے نفل پڑھتے اور مجھے بھی فون پر اطلاع دیتے تاکہ مَیں بھی نفل پڑھ کر دعا کروں۔

محترم ڈاکٹر صاحب چار سال تک اپنے حلقہ کے صدر جماعت بھی رہے اور اس دوران ہر مخالفت کا

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ مارچ 2009ء میں شامل اشاعت محترم چودھری محمد علی صاحب کی ایک خوبصورت نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کیوں اشک آنکھ سے باہر نکل کے دیکھتے ہیں
کہ اُس کو دیکھنے والے سنبھل کے دیکھتے ہیں
سنا ہے بولے تو الفاظ فرطِ لذت سے
حریم صوت سے باہر نکل کے دیکھتے ہیں
سنا ہے جب وہ سر بزم مسکراتا ہے
تو جھوم جاتے ہیں عاشق، مچل کے دیکھتے ہیں
سنا ہے ہاتھ اٹھائے اگر دعا کے لئے
تو حادثات ارادہ بدل کے دیکھتے ہیں

مقابلہ کرتے ہوئے مسجد بیت المجیب لانڈھی تعمیر کروائی۔ دیگر علاقوں میں جہاں بھی مقیم ہوئے وہاں جماعتی خدمات میں نمایاں کردار ادا کیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب نماز روزہ کے انتہائی پابند اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے۔ محنتی اور ایماندار تھے۔ مختلف کمپنیوں والے پیشکش کرتے کہ جعلی بِل بنادیں تو کچھ حصہ آپ کو بھی مل جائے گا۔ آپ اس بات پر ناراض ہوتے اور ہمیشہ رزق حلال کو ترجیح دیتے۔ اپنے والدین کی دو نصائح پر ہمیشہ عمل کیا۔ ایک یہ کہ بھوکے رہ لو لیکن ہاتھ اپنے خدا کے علاوہ کسی کے سامنے نہ پھیلاؤ۔ اور دوسری یہ کہ راستہ میں بیشک سونا پڑا ہو لیکن آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو۔

آپ نہایت متوکّل انسان تھے۔ کبھی رشوت اور سفارش کا سہارا نہیں لیا۔ ایسے موقع پر صرف دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ غیب سے آپ کو کامیابی عطا فرماتا۔ آپ کی شرافت کی وجہ سے آپ کے استاد بھی آپ سے محبت اور احترام کا سلوک کرتے۔ کراچی کے غریب علاقوں میں سرجری کھولی۔ کئی لوگ مشورہ دیتے کہ امراء کے علاقہ میں کاروبار شروع کرو تو بہت کماؤ گے لیکن آپ کہتے کہ غریب بیمار جب دعا دیتا ہے تو وہی میری اصل کمائی ہے۔ کئی غرباء کا مفت علاج کرتے بلکہ دوا بھی مفت دیتے۔ کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ کئی مقامات پر مفت طبّی کیمپ لگاتے۔ اپنے بچوں کو بھی اِن کیمپوں میں ہمراہ لے جاتے۔ آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور سب ڈاکٹر ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب اپنے کارکنان اور عزیزوں کا بہت خیال رکھتے۔ نظام جماعت اور خلافت سے بہت محبت تھی۔ اپنے گھر پر ڈش انٹینا کا انتظام کیا ہوا تھا۔ مسجد بیت المجیب کی تعمیر کے دنوں میں آپ نے مجھے ایک بِل دیا کہ محترم عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر کراچی نے کہا ہے کہ یہ پچیس ہزار مَیں نے دینے ہیں، دعا کرو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے کوئی انتظام کردے۔ اس وقت ہمارے پاس اتنے پیسے کبھی جمع نہیں ہوئے تھے اور کاروبار نیا ہونے کی وجہ سے بچوں کے سکول کی فیس بھی مشکل سے ادا ہوتی تھی۔ پھر انہی دنوں ایک مریض آیا جس نے پیسوں کے بجائے انعامی بانڈز دیئے اور اسی ہفتے قرعہ اندازی میں ہمارا 50 ہزار روپے کا انعامی بانڈ نکل آیا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ خوشی خوشی 25 ہزار روپے بیگ صاحب کے پاس جمع کرا آئے۔ وہ کہنے لگے مجھے علم تھا کہ آپ یہ رقم ضرور جمع کرائیں گے اور ایک اور رسید 50 ہزار روپے کی ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ تھمادی اور کہا کہ میں امید کرتا ہوں آپ یہ رقم بھی ضرور جمع کرانے آئیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ اگلی قرعہ اندازی میں ہمارا 75 ہزار کا پھر انعامی بانڈ نکل آیا۔ 50 ہزار پھر بیگ صاحب کی خدمت میں سینٹر کی تعمیر کے لئے ادا کر آئے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سا خرچ خاموشی سے کرتے رہتے۔ مسجد کے ساتھ مربی ہاؤس اور دیگر تعمیرات بھی کروائی۔ 27 ستمبر 1998ء کو اس سینٹر کا افتتاح ہوا۔

جولائی 1997ء ہی سے ڈاکٹر صاحب کی شدید مخالفت ہو رہی تھی۔ دیواروں پر پوسٹر لگائے گئے، کلینک کے سامنے ٹینٹ لگا کر جلسے کئے گئے۔ مریضوں کو آنے سے روکا جاتا۔ قتل کے منصوبے بھی بنائے گئے۔ ایک روز محاصرہ کرلیا گیا کہ ڈاکٹر حمیداللہ اور اس کی فیملی کہیں بھاگ نہ جائے۔ ایسے میں ایک رات ڈاکٹر صاحب ضروری کاغذات لے کر نکلے تاکہ اپنے ایک عزیز کے ہاں رکھوا آئیں تو آپ کا پیچھا کیا گیا اور آپ کئی سڑکیں بدلتے ہوئے آدھی رات کے بعد اپنے عزیزوں کے ہاں پہنچ سکے۔ ڈاکٹر صاحب کو تو عزیزوں نے وہیں روک لیا اور 2 خدام کو دوسری گاڑی دے کر ہم لوگوں کو لے جانے کے لئے بھیجا۔ سخت پہرہ کے باوجود رات 4 بجے مَیں اور بچے نکلے تو محاصرہ کرنے والوں کی آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے پردے ڈال دیئے اور ہم ان کے قریب سے گزرتے ہوئے بحفاظت نکل گئے۔ چند دن مختلف جگہوں پر مقیم رہے۔ کئی سیاسی لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کو ملک چھوڑ دینے کا مشورہ دیا لیکن آپ نہ مانے اور کہا کہ مَیں اگر چلا گیا تو یہ لوگ کہیں گے کہ احمدی جھوٹے ہیں جو یہ ڈر کر بھاگ گیا ہے۔ صرف مجھے جھوٹا نہیں کہیں گے بلکہ جماعت کو بھی جھوٹا کہیں گے۔ مَیں انہی لوگوں میں رہ کر سچا بن کر دکھاؤں گا۔ جیوں گا تو شان سے مروں گا تو بھی شان سے۔

ڈاکٹر صاحب اکثر خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دیکھتے اور صبح اٹھ کر بتاتے کہ میں اور حضورؓ ساتھ ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ اور بیسیوں دفعہ ایک دوست کو خواب میں دیکھا جن کا نام صدیق ہے۔ آخری ایام میں اپنی والدہ مرحومہ کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہی ہیں کہ بیٹا اب میرے پاس آجاؤ۔ شہادت سے ایک ماہ پہلے مَیں نے اور بیٹیوں نے خواب دیکھے کہ کبھی بکرے یا کبھی گائے کی قربانی کی جارہی ہے۔

جلسہ سالانہ UK میں ہر سال شامل ہوتے۔ 2007ء کے جلسہ پر آئے تو حضور انور ایدہ اللہ کو بتایا کہ اس سال ہماری مجلس میں 8 بیعتیں ہوئی ہیں۔

شادی کے بعد میں نے سینکڑوں بار آپ کے منہ سے یہ الفاظ سنے کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔ اور حقیقتاً آپ نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا ہر وقت کام کام اور بس کام۔

ہر چھٹی کا دن آپ جماعتی کاموں میں گزارتے۔ گھر پر لجنہ کے اجلاسات مَیں کرواتی تو کبھی اخراجات سے نہیں روکا۔ چندوں کی تحریک سے کبھی نہیں روکا۔ مختلف میٹنگز ہمارے گھر پر ہوتیں۔ 20 ستمبر 2007ء کو بھی گھر پر میٹنگ تھی جس کے لئے دوسرے احباب آگئے تھے لیکن آپ کا انتظار کرتے رہے۔ اُس رات 10 اور 11 بجے کے درمیان کلینک سے گھر آتے ہوئے آپ کو اغواء کرلیا گیا۔ بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ آپ کو شہید کردیا گیا ہے اور گاڑی فلاں جگہ کھڑی ہے۔ اُن دنوں دونوں بیٹیاں ربوہ میں وقف عارضی کررہی تھیں اور دونوں بیٹے پڑھائی کے لئے لندن میں تھے۔ اطلاع ملنے پر سب پہنچ گئے۔

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا فروری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم چوہدری محمد علی مضطر عارفی صاحب کی ایک نعت سے انتخاب پیش ہے:

کیا کیا نہ توؐ نے ہم پر احسان کر دیا ہے
ساری صداقتوں کا اعلان کر دیا ہے
قول و عمل کو ایسا یکجان کر دیا ہے
ہر حرکت و سکوں کو قرآن کر دیا ہے
تیری نظر نہیں تھی ، اک معجزہ تھا جس نے
حیوان کو اُٹھا کر انسان کر دیا ہے
دریا بنا دیا ہے قطرے کو اک نظر سے
جس لہر کو چُھوا ہے طوفان کر دیا ہے

جنازہ میں غیر از جماعت لوگوں کی بھی کثیر تعداد شامل تھی۔ تدفین باغ احمد کراچی میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت دو مرتبہ نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ایک مرتبہ 25 ستمبر کو بعد نماز مغرب مسجد فضل لندن میں اور دوسری مرتبہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 ستمبر 2007ء میں آپ کی شہادت اور خدمات کا ذکر خیر فرمایا اور نافع الناس اور مسیحا کے الفاظ استعمال کئے اور افریقن ممالک میں خدمات کا ذکر فرمایا اور پھر نماز جنازہ پڑھائی۔

جس دن ڈاکٹر صاحب کو شہید کیا گیا اس دن اچانک تیز آندھی آئی آسمان کا رنگ بدلا ہوا تھا ہر طرف اداسی چھائی ہوئی تھی جسے سب لوگوں نے محسوس کیا۔ ساتھ اچانک تیز بارش شروع ہوگئی بعد میں ڈرائیور نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب قادیانی تھے اس لئے ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا اور میں سنی تھا اس لئے مجھے چھوڑ دیا گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ لوگ مجھے اپنے ساتھ نماز پڑھاتے تھے اور ڈاکٹر صاحب نے ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھی اور انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے ایک بُک پر جو چیک بک کی طرح تھی دستخط کروائے۔ مجرموں کا وزیرستان وانا سے تعلق تھا۔ پولیس مقابلے میں پکڑے جانے پر خود اقرار کیا اور مزید 20 لوگوں کی لسٹ دکھائی کہ ہم نے ان کو قتل کرنا ہے۔ 4 خطرناک ملزمان تین بڑی شخصیات کے قتل میں پولیس کو مطلوب تھے اور اُن کے سروں کی قیمت ایک کروڑ روپے مقرر کی گئی تھی۔

ڈرائیور نے بتایا کہ کلینک سے گھر کا فاصلہ 18 کلومیٹر ہے۔ اُس روز راستہ میں اچانک ایک سفید گاڑی نے راستہ روکا اور چار مسلح افراد نے اسلحہ دکھا کر ہماری گاڑی کے لاک کھلوائے۔ حملہ آوروں نے کہا کہ ہم نے دو بار پہلے بھی ان کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار یہ بچ جاتا رہا ہے اب کے بار ہم اسے کسی بھی طرح بچنے نہیں دیں گے۔ 28 سے 30 گھنٹے ڈاکٹر صاحب اُن کے تشدد کا شکار ہوتے رہے اور 21 یا 22 ستمبر کی رات شہادت نصیب ہوئی۔

محترم مظفر احمد منصور صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14/اکتوبر 2009ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق محترم مظفر احمد منصور صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم چودھری انور علی صاحب مرحوم 9/اکتوبر 2009ء کو اٹک میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔

مرحوم یکم جولائی 1949ء کو سدوکی ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد 11 جون 1961ء کو زندگی وقف کرکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ یکم مئی 1974ء فارغ التحصیل ہوکر میدان عمل میں قدم رکھا اور مختلف شہروں میں خدمت کی توفیق پائی۔ 28/جون 1982ء کو آئیوری کوسٹ بھجوائے گئے جہاں کچھ عرصہ امیر و مبلغ انچارج بھی رہے۔ فروری 1989ء سے دسمبر 1989ء تک بورکینا فاسو میں رہے۔ پھر پاکستان آکر مختلف شہروں میں خدمات بجالاتے رہے۔ نہایت خوش اخلاق، نیک سیرت، مہمان نواز اور غریبوں کے ہمدرد تھے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ والہانہ عشق تھا۔ احباب میں ہردلعزیز تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ آپ موصی تھے اس لئے تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں کی گئی۔

مکرم سجاد احمد صاحب مربی سلسلہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30 جولائی 2009ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق مکرم سجاد احمد صاحب مربی سلسلہ کو 26/جولائی 2009ء کو دوپہر کے وقت اُن کے گھر کے سامنے اُن کی گاڑی میں ہی فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ آپ مکرم محمد اعظم خان صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ 1965ء میں پیدا ہوئے۔ 1982ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور 1990ء میں فارغ التحصیل ہوکر مختلف مقامات نیز مرکزی دفاتر میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اس وقت نظارت اشاعت میں خدمت بجالارہے تھے۔ مرحوم خاموش طبع، سادہ مزاج، خوش اخلاق اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

محترم ذوالفقار منصور صاحب کی شہادت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/اکتوبر 2009ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق محترم ذوالفقار منصور صاحب آف کوئٹہ کو 37 سال کی عمر میں فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ آپ کو شرپسند مسلح افراد نے ایک ماہ قبل اغوا کرلیا تھا اور مطالبہ کے مطابق رقم کی ادائیگی کرنے کے باوجود بھی آپ کو شہید کردیا گیا۔ وفات سے پہلے آپ کو تشدّد کا نشانہ بھی بنایا گیا اور چہرہ مسخ کرکے لاش ویرانے میں پھینک دی۔

محترم ذوالفقار منصور صاحب 1971ء میں کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ آپ 1988ء میں میٹرک پاس کرکے کوئلہ کی کانوں کے کاروبار سے منسلک ہوگئے۔ کسی کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی۔ جماعتی خدمات میں صف اوّل میں کھڑے ہوتے۔ خلافت کے ساتھ عشق کا تعلق تھا۔ دیانتدار کاروباری شخصیت تھے۔ آپ نے پسماندگان میں عمر رسیدہ والدہ کے علاوہ اہلیہ، ایک بیٹی اور ایک بیٹا بھی چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور قبرستان نمبر ا میں امانتاً تدفین ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/فروری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اسی میں ہے سارے دکھوں سے نجات
خلافت تو ہے ہر زمانے کی بات
یہ ہر دَور اور ہر زماں کے لئے
یہ نعمت ہے سارے جہاں کے لئے
خدا کی رضا اور اماں کے لئے
یہ دیتی ہے مردہ دلوں کو حیات
خلافت تو ہے ہر زمانے کی بات
ملی ہے خلافت کی خلعت جسے
خدا نے عطا کی ہے برکت جسے
زمانے میں بخشی ہے عظمت جسے
سمیٹو اسی در سے سب التفات
خلافت تو ہے ہر زمانے کی بات
کبھی جو خلافت سے ٹکرائے گا
تو اس کا شیرازہ بکھر جائے گا
وہ خود اپنی ہی موت مر جائے گا
ہے اس کی نگہبان مولیٰ کی ذات
خلافت تو ہے ہر زمانے کی بات

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

13th January 2012 – 19th January 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 13th January 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Insight: recent news in the field of science
00:45	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th September 1995
02:40	Tarjamatul Qur'an class: rec. 5th October 1995
03:55	Ghazwat-e-Nabi
05:05	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 26th September 2010
06:05	Tilawat
06:20	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau class: with Huzoor, recorded on 16th April 2011
08:00	Siraiki Service
08:55	Rah-e-Huda: rec. on 7th January 2012
10:30	Indonesian Service
11:35	Tilawat
11:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool
13:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:10	Dars-e-Hadith
14:30	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 3rd October 2010
19:30	Yassarnal Qur'an
19:55	Fiq'ahi Masa'il
20:30	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 14th January 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th September 1995
02:00	Fiq'ahi Masa'il
02:30	Friday Sermon: rec. on 13th January 2012
03:35	Seerat Sahabiyat-e-Rasool
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 7th January 2012
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:05	Al-Tarteel
07:40	Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 3rd October 2010
08:30	Question and Answer Session: recorded on 27th May 1989. Part 2
09:45	Friday Sermon [R]
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Story Time: Islamic stories for children
12:30	Pakistan in Perspective
13:05	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bengali Service
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 24th April 2011
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 15th January 2012

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 13th January 2012
01:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd October 1995
03:05	Friday Sermon [R]
04:15	Story Time: Islamic stories for children
04:30	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
07:00	Beacon of Truth
08:00	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor, on 28th December 2010
10:05	Indonesian Service
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 25th September 2009
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:45	Story Time: Islamic stories for children
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:15	Faith Matters [R]
17:20	Al-Tarteel
17:55	MTA World News
18:25	Beacon of Truth [R]
19:30	Real Talk
20:35	Food for Thought: domestic violence
21:10	Jalsa Salana Qadian [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:20	Ashab-e-Ahmad: Hadhrat Mirza Bashir Ahmad

Monday 16th January 2012

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:20	Yassarnal Qur'an
00:55	International Jama'at News
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th October 1995
02:30	Food for Thought: domestic violence
03:10	Friday Sermon: rec. on 13th January 2012
04:20	Ashab-e-Ahmad: Hadhrat Mirza Bashir Ahmad
04:55	Faith Matters
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	International Jama'at News
07:15	Hamara Aaqa
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 8th May 2011
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 3rd May 1999
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 28th October 2011
11:05	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat
12:15	International Jama'at News
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon: rec. on 31st March 2006
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Dars-e-Hadith
16:20	Rah-e-Huda: rec. on 14th January 2012
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th October 1995
20:40	International Jama'at News
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor [R]
22:25	Jalsa Salana Speeches [R]
23:10	Friday Sermon [R]

Tuesday 17th January 2012

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:30	Hamara Aaqa
01:15	Insight: recent news in the field of science
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th October 1995
02:40	MTA Variety
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 3rd May 1999
04:00	Art Exhibition
04:40	Hamara Aaqa [R]
05:20	Jalsa Salana Bangladesh: opening address delivered on 6th February 2011
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science
06:45	Canadian Service: the honey bee
07:15	Yassarnal Qur'an
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class with Huzoor, recorded on 15th May 2011
08:45	Question and Answer Session: recorded on 24th November 1991
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 21st January 2011
12:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:15	Dars-e-Malfoozat
12:40	Insight: recent news in the field of science.
13:00	Bengali Service
14:00	Waqfe Nau UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 26th February 2011
15:00	Yassarnal Qur'an
15:25	Guftugu
16:00	Canadian Service [R]
16:30	Rah-e-Huda
18:05	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 13th January 2012
20:35	Insight: recent news in the field of science
20:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class [R]
21:55	Waqfe Nau UK Ijtema [R]
23:00	Real Talk

Wednesday 18th January 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th October 1995
02:35	Learning Arabic
03:00	Canadian Service: the honey bee
03:40	Question and Answer Session: recorded on 24th November 1991
05:00	Waqfe Nau UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 26th February 2011
06:00	Tilawat
06:15	Dua-e-Mustaja'ab
06:50	Yassarnal Qur'an
07:20	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 17th December 2011
09:00	Question and Answer Session: recorded on 12th August 1999
10:55	Indonesian Service
11:55	Swahili Service
12:55	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel
13:55	Friday Sermon: rec. on 14th April 2006
14:55	Bengali Service
15:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class [R]
16:55	Fiq'ahi Masa'il
17:25	Dua-e-Mustaja'ab [R]
18:10	MTA World News
18:30	Question and Answer Session [R]
20:25	Real Talk
21:25	Al-Tarteel [R]
21:50	Fiq'ahi Masa'il [R]
22:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class [R]
23:20	Friday Sermon [R]

Thursday 19th January 2012

00:25	MTA World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:15	Fiq'ahi Masa'il
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th October 1995
02:50	Dua-e-Mustaja'ab
03:25	Real Talk
04:25	Al-Tarteel
05:00	Friday Sermon: rec. on 14th April 2006
06:00	Tilawat
06:40	Beacon of Truth
07:45	Journey of Khilafat
08:20	Faith Matters
09:25	Ghazwat-e-Nabi
10:30	Indonesian Service
11:30	Pushto Service
12:15	Tilawat
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 13th January 2012
14:10	Tarjamatul Qur'an class: rec. 11th October 1995
15:25	Journey of Khilafat [R]
16:15	Dars-e-Malfoozat
16:45	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:20	Atfalul Ahmadiyya UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 24th April 2011
19:25	Ghazwat-e-Nabi [R]
20:35	Faith Matters [R]
21:40	Beacon of Truth [R]
22:40	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 06 January , 2012 | Issue No. 01

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ اکتوبر 2011ء)

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

حدیث نبویؐ ہے:

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِیْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰی لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی ۔ (مسلم کتاب البر والصلة باب تراحم المومنين وَ تعاطفهم وَ عاضدهم)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بلیغ کلام کے گہرے معانی کا ایک نقشہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں کچھ اس طرح ہے:

’’یعنی ادھر جسم کا ایک عضو بیمار ہو کر گویا اپنی مدد کے لئے دوسرے اعضاء کو پکارتا ہے اور ادھر باقی سارے عضو ماں جائے بھائیوں کی طرح لبیک لبیک کہتے ہوئے اس کی ہمدردی میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جب تک اس بیمار عضو کو چین نصیب نہیں ہوتا وہ اس کے پہلو میں بیٹھے رہ کر خود بھی انگاروں پر لوٹتے ہیں اور سوزشِ اضطراب میں اسی طرح جلتے ہیں جس طرح بیمار عضو جلتا ہے۔‘‘ (مضامین بشیر جلد دوم صفحہ:59)

ذیل میں ماہ اکتوبر 2011ء کے دوران پیش آنے والے بعض واقعات کا نظارت امور عامہ کی طرف سے ملنے والی Persecution Report سے ترجمہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد تمام احمدیوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا کلام کی حقیقی روح کے مطابق اپنے امام ایدہ اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مظلوم بھائیوں کیلئے درد دل سے دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین

احمدیوں کے اغوا کے واقعات

❁......**پشاور،17اکتوبر:** مکرم مشتاق احمد صاحب ابن مکرم اکبر شاہ صاحب کو نامعلوم افراد نے اغوا کرلیا ہے۔آپ موٹر سائیکل پر اپنے بچوں کو سکول چھوڑنے جا رہے تھے۔جب آپ یونیورسٹی روڈ پر پہنچے تو کار سوار مسلح افراد نے آپ کو روکا اور زبردستی اپنی گاڑی میں ڈالا اور نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہوگئے۔ تاحال ان اغوا کاروں نے مکرم مشتاق صاحب کے اہل خانہ سے کوئی رابطہ نہیں کیا ہے۔مکرم مشتاق صاحب کی عمر 60 برس ہے اور آپ تین بیٹوں اور تین بیٹیوں کے والد ہیں۔یاد رہے کہ آپ دو برس قبل اغوا ہونے والے ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

❁......**کوٹلی،29اکتوبر:** جماعت احمدیہ کوٹلی آزاد جموں وکشمیر کے سابق صدر مکرم ڈاکٹر شاہ محمد صاحب کو ان کے صاحبزادے مکرم فہد جاوید صاحب کے ساتھ مورخہ 29/اکتوبر کو اغوا کرلیا گیا ہے۔آپ رات کے گیارہ بجے اپنے رشتہ داروں کے گھر سے ایک دعوت کے بعد لوٹ رہے تھے کہ گھر کے قریب ہی اغوا کاروں کے قابو میں آگئے۔اگلی صبح پولیس نے آپ کے گھر والوں کو اطلاع دی کہ ڈاکٹر صاحب کی کار بمقام دینہ ضلع جہلم مل گئی ہے مگر ان دونوں باپ بیٹے کا کوئی سراغ نہیں لگایا جاسکا ہے۔

❁......**واپڈا کالونی، پشاور، 27 ستمبر:** مکرم ڈاکٹر نسیم احمد صاحب رات کے ساڑھے نو بجے اپنی اہلیہ کے ساتھ اپنا کلینک بند کرکے گھر لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ایک کار ٹیڑھی کھڑی کر کے راستہ روکا ہوا تھا۔اس کار سے دو آدمی برآمد ہوئے۔ایک نے مکرم ڈاکٹر صاحب کو گھسیٹ کر کار سے نکالا جبکہ دوسرے نے آپ کی اہلیہ پر اپنا پستول تان لیا ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے نہایت جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پستول پکڑ لیا جس سے گولیاں نشانے پر نہ لگیں اور آوازیں سن کر لوگ موقع پر جمع ہوگئے جس پر یہ اغوا کار بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔خوش نصیبی کی بات یہ ہے کہ حملہ آور ڈاکٹر نسیم صاحب کو معمولی زخمی کرنے کے علاوہ کوئی کامیابی حاصل نہ کرسکے۔

ایک احمدی کا وسیلہ رزق برباد کردیا گیا

❁......**نواب شاہ، یکم اکتوبر:** مکرم محمد احمد بھٹی صاحب نواب شاہ میں ایک ریڑھی پر گھڑیاں اور چھوٹا موٹا روزمرہ استعمال کا سامان بیچ کر رزق حلال کا وسیلہ کرتے تھے۔مگر آپ پر ایک سخت دن ایسا بھی آیا کہ ایک لڑکے نے آپ کی ریڑھی کے قریب گری ہوئی اخبار زمین سے اٹھائی جس پر قرآن کریم کی چند آیات درج تھیں اور کہا کہ تم نے آیات قرآنی کی توہین کی ہے۔مکرم بھٹی صاحب نے اس نوجوان سے وہ اخبار حاصل کرنے کی کوشش کی مگر تب تک وہ ’’خادم قرآن‘‘ مسلسل واویلا مچا کر کئی ’’محافظ قرآن‘‘ جمع کرچکا تھا جنہوں نے مکرم محمد احمد بھٹی صاحب کو ’’توہین قرآن‘‘ کا نہ صرف ملزم بلکہ مجرم بنا کر ’’فوری انصاف‘‘ کے اصول پر حملہ بھی کردیا مگر آپ کسی طرح جان بچا کر گھر بھاگ گئے۔اسی روز بعد دوپہر جب آپ کا چھوٹا بھائی اسی ریڑھی پر سامان فروخت کررہا تھا تو پولیس آئی اور گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئی۔

بعدازاں مشتعل ہجوم نے مکرم بھٹی صاحب کی ریڑھی کو بمع سب سامان نذر آتش کرتے ہوئے ایک غریب انسان کو رزق حلال سے محروم کرنے کا ’’کارنامہ‘‘ سرانجام دیا۔ کر کے شائد سرخروئی پالی ہو مگر کیا مکرم محمد احمد بھٹی صاحب کے لئے سوائے ہجرت کے کوئی راستہ باقی بچا ہے؟؟

احمدیوں کے لئے خطرات

❁......**لطیف آباد، ضلع حیدرآباد،15اکتوبر:** مکرم وقاص بن سعد صاحب اپنی مقامی جماعت کے ایک سرگرم کارکن ہیں،آپ کو درج ذیل ای میل موصول ہوئی: ’’ہم نے جنت میں جانے کا فیصلہ کرلیا ہے اب یا تو تم مسلمان ہوجاؤ یا اپنی زندگی کو خطرے میں سمجھو‘‘۔

چند روز بعد مکرم وقاص صاحب کو ایک نامعلوم نمبر سے دھمکی آمیز کال موصول ہوئی نیز ایک پیغام آیا جس میں درج تھا کہ ’’کب تک اپنے گھر میں چھپے رہو گے؟ توبہ کرلو! تمہارے پاس ابھی بھی وقت ہے ورنہ اپنی میت کے لئے تابوت کا انتظام کر رکھو‘‘۔

مکرم سعد صاحب کو محتاط رہنے کا مشورہ دیا گیا ہے نیز مقامی پولیس اور انتظامیہ کو ان خطرات کے متعلق آگاہ کردیا گیا ہے۔

❁......**ربوہ، 18اکتوبر:** گزشتہ اقساط میں ہم اپنے قارئین کو ایک نومبائع مکرم دلاور حسین صاحب کی دوران تدریس دن دھاڑے ہونے والی شہادت کے متعلق اطلاع دے چکے ہیں۔آپ کے غیر احمدی رشتہ دار تاحال غصہ میں ہیں اور نہایت ناانصافی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو اس جانی نقصان پر قصور وار ٹھہرا رہے ہیں۔مکرم دلاور حسین صاحب نے اپنے ایک دوست مکرم عبدالخالق صاحب کی تبلیغ سے احمدیت قبول کی تھی جو آج کل ان غضبناک رشتہ داروں کے زیر الزام آئے ہوئے ہیں۔مکرم دلاور حسین صاحب کے برادر نسبتی جو مکرم عبدالخالق صاحب کے بھتیجے بھی ہیں، نے موبائل نمبر 0300-4195513 سے فون کرکے انہیں دھمکایا اور کہا کہ وہ انہیں اس سانحہ کا ذمہ دار خیال کرتا ہے نیز یہ کہ اپنے اس غصہ کی وجہ سے وہ عبدالخالق صاحب کو قتل کردے گا۔

اس دھمکی کے بعد مکرم عبدالخالق صاحب کی فکرمندی حقیقی ہے۔

❁......**اوکاڑہ:** مکرم داؤد احمد اور مکرم طاہر احمد صاحب اوکاڑہ شہر کے رہائشی ہیں اور یہاں ہی کاروبار کرتے ہیں۔آپ کو گزشتہ چھ ماہ سے فون پر دھمکیاں مل رہی ہیں۔مگر گزشتہ چند ہفتوں کے دوران ان دھمکی آمیز پیغامات کی تعداد اور شدت میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔اس تکلیف دہ صورت حال کا قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ یہ فسادی لوگ جس فون سے رابطہ کرتے ہیں اس کا نمبر سکرین پر Unknown یا No Number لکھا ہوا آتا ہے اور عام طور پر ایسے فون قانون نافذ کرنے والے سرکاری اہلکاروں کو دیئے جاتے ہیں۔ان احمدی بھائیوں نے سارا معاملہ پولیس تک پہنچا دیا ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں ایک شہادت کی مزید تفصیل

❁......**ضلع شیخوپورہ:** ہمارے قارئین کو معلوم ہے کہ یکم اکتوبر کو ہمارے احمدی سکول ٹیچر بھائی مکرم دلاور حسین صاحب کو دوران تدریس گولیاں مار کر شہید کردیا گیا تھا۔جماعت احمدیہ کے مرکز سے مکرم ناظر صاحب امور عامہ نے ایک خط کے ذریعہ سے متعلقہ سیاسی، انتظامیہ اور پولیس حکام تک درج ذیل بنیادی معلومات ارسال کی ہیں۔

☆......مقتول کا کسی سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں تھا۔

☆......گاؤں کی مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے مقتول کے واجب القتل ہونے کا اعلان کیا گیا تھا،جبکہ حکام نے نہ تو مولوی کو روکا اور نہ ہی مقتول کی حفاظت کا کوئی انتظام کیا۔

☆......احمدیوں کے واجب القتل ہونے کے فتوے طبع کروا کر جگہ جگہ بانٹے جارہے ہیں۔نفرت انگیز مواد پر مشتمل لٹریچر عام تقسیم کیا جارہا ہے جو مستقبل میں مزید ایسے افسوسناک سانحات کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں

☆......اخبارات اور ٹی وی چینل بھی فرقہ وارانہ شدت پسندی کو ہوا دینے کا سبب بن رہے ہیں

☆......یاد رہے کہ احمدیت دشمن آرڈیننس XX کے اجراء کے بعد محض عقیدہ کو بنیاد بناتے ہوئے زندہ رہنے کے حق سے محروم کرتے ہوئے شہید کئے جانے والے یہ 108ویں احمدی ہیں

☆......ہمیشہ متعلقہ حکام کو زمینی حقائق سے مکمل باخبر رکھا جاتا ہے مگر ایسی تشویش ناک اور خطرناک صورت حال کے حوالہ سے کبھی بھی کوئی مثبت اقدام انتظامیہ کی جانب سے دیکھنے کو نہیں ملا۔

لیکن پاکستان میں حقائق کی حقیقی تصویر یہ ہے کہ اسی ضلع شیخوپورہ کے علاقہ کوٹ عبدالمالک میں مقامی ’’اہل سنت مولوی‘‘ نے لاؤڈ سپیکر پر اپنے مورخہ 28اکتوبر 2011ء کے خطبہ میں احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا اور اپنے عوام کالانعام حاضرین اور حکومت پر زور دیا کہ وہ احمدیوں کی قتل وغارت شروع کریں۔

راولپنڈی کی مرکزی مسجد کے خلاف ایک بڑی شرارت کی تیاری

راولپنڈی: پاکستان بھر میں مذہبی دیوانوں کی احمدیہ مساجد کو نقصان پہنچانے، یا انہیں سیل کروانے یا ان پر قبضہ کرنے یا ان میں نماز کی ادائیگی سے روکنے کی ملکی مہم کے تسلسل میں راولپنڈی کی مرکزی مسجد پر متشدد مولویوں نے حملہ کیا ہے۔اور اس ’’کارخیر‘‘ میں اکثر وبیشتر ان فسادیوں کو پاکستانی انتظامیہ کی مدد یا پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔اور بدنام زمانہ آرڈیننس XX کے اجراء کے بعد 120 سے زیادہ ایسے تکلیف دہ واقعات ریکارڈ ہوچکے ہیں ۔اس فسادی مہم کا تازہ نشانہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں واقعہ مرکزی احمدیہ مسجد ’’ایوان توحید‘‘ بنی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں